انعامی سلسلہ
ترغیبِ مطالعہ پروگرام

گوہرِ حکمت
(اسپیشل ایڈیشن حصہ دوم)

# سیرت امام جعفر صادق علیہ السلام

(حصہ دوم)

جعفر بن محمد الصادق

Green Island Publications
(A Project of GIT®)
Karachi - Pakistan

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوہرِ حکمت (اسپیشل ایڈیشن)

# سیرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام

(حصہ دوم)

ناشر : گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم


نام کتاب : سیرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام (حصہ دوم)

اقتباس از : منتہی الآمال۔ ثقۃ المحدثین شیخ عباس قمیؒ

ترتیب : حجۃ الاسلام مولانا سید ہاشم عباس زیدی

تصحیح : حجۃ الاسلام مولانا غلام رضا روحانی
حجۃ الاسلام مولانا مصطفیٰ علی وکیل
حجۃ الاسلام مولانا مجتبیٰ حسن جیوانی

ڈیزائنر : علی رضا بھانجی

تاریخ اشاعت : رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

پیشکش : گرین آئی لینڈ یوتھ فورم (GIYF)

ناشر : گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خَيْرُ إِخْوَانِكَ مَنْ نَسِيَ ذَنْبَكَ وَذَكَرَ إِحْسَانَكَ إِلَيْهِ

تمہارا بہترین (دینی) بھائی وہ ہے جو اپنے بارے میں تمہاری خطاؤں کو بھول جائے اور اپنے اوپر تمہاری نیکیوں کو یاد رکھے۔

(بحارالانوار، جلدی ۷۵، ص ۳۷۹)

# التماسِ سورۂ فاتحہ

مرحوم محمد تقی ابن راشد موراج
مرحومہ شمیم محمد ابن محمد حسین ماؤجی
لیلانی خاندان کے تمام مرحومین
نایانی خاندان کے تمام مرحومین
بادامی خاندانی کے تمام مرحومین
مرحوم حبیب سلطان راؤجی
ویردی والا خاندان کے تمام مرحومین
فرشتہ خاندان کے تمام مرحومین
پیرانی خاندان کے تمام مرحومین
سومجی خاندان کے تمام مرحومین
آصف رضا کے خاندان کے تمام مرحومین
مونی خاندان کے تمام مرحومین
مرحومہ سکینہ بانو زوجہ حسن علی والجی
مرحومہ مونا فاطمہ بنت حسین علی وکیل
وکیل خاندان کے تمام مرحومین
مرحوم آغا جمیل حسین ابن آغا محمد حسین
مرحومہ سیدہ عزیز فاطمہ بنت یوسف علی
مرحوم سید وصی حیدر ابن میر نادر حسین

مرحوم شبیر علی لالجی
مرحومہ شمیم بانو
مرحوم اکبر علی لیلانی
مرحوم روشن علی لیلانی
مرحومہ گلشن بانو لیلانی
مرحومہ مریم بائی پنجوانی
مرحوم برکت علی پنجوانی
مرحوم مشتاق احمد دھارسی
مرحومہ رشیدہ بانو دھارسی
لیلانی خاندان کے تمام مرحومین
دھارسی خاندان کے تمام مرحومین
مرچنٹ خاندان کے تمام مرحومین
پوناوالا خاندان کے تمام مرحومین
سلیم اختر کے خاندان کے تمام مرحومین
حبیبہ بیگم کے خاندان کے تمام مرحومین
وریج والا خاندان کے تمام مرحومین
پوناوالا خاندان کے تمام مرحومین
ہیمانی خاندان کے تمام مرحومین

مرحوم رجب علی وزیر علی پوناوالا

مرحوم حیدر علی رجب علی ورتیج والا

مرحوم یونس ابنِ فقیر حسین

مرحومہ قریشہ بیگم بنت زوار حسین

بیلغام والا خاندان کے تمام مرحومین

مرحوم اکبر علی ابن حسن علی دیوجانی (تلاجہ والا)

لیاقت علی فاضل کے خاندان کے تمام مرحومین

حاجی حسین لاکھانی کے خاندان کے تمام مرحومین

مرحوم سید علمدار رضا رضوی ابنِ سید محمد مُرتضی رضوی

مرحومہ سیدہ کہکشاں پروین بنت سید وصی حیدر رضوی

مرحوم سید نادر حسین رضوی ابن سید مظہر حسین رضوی

مرحومہ نصرہ بانو بنت حیدر علی زوجہ صادق حسین پنجوانی

مرحومہ امینہ بائی زوجہ اکبر علی حسن علی دیوجانی (تلاجہ والا)

مرحوم سید عطرت حسین رضوی ابن سید قربان علی رضوی

مرحومہ نسیم بانو زوجہ عون علی راؤجانی بنت عبد الحسین بیلغام والا

مرحومہ اشرف بائی بنت حاجی رضا علی بادامی زوجہ حیدر علی ورتیج والا

مرحومہ سیدہ زاہدہ منور رضوی بنتِ سید وصی حیدر رضوی زوجہ سید منور رضوی

مرحوم مسٹر اینڈ مسز حسن علی راؤجانی اور اُنکے کے خاندان کے تمام مرحومین

مرحومہ سیدہ رباب خاتون جعفری بنت ڈاکٹر شمیم رضا جعفری اور اُنکے خاندان کے تمام مرحومین

مرحومہ زرینہ وصی بنت وصی حیدر

مرحوم نذر حیدر ابن وصی حیدر

راؤجانی خاندان کے تمام مرحومین

لاکھانی خاندان کے تمام مرحومین

مرحومہ طاہرہ خاتون بنت عطرت حسین

مرحوم عون علی ابنِ علاؤدین راؤجانی

## التماسِ دعا صحت مسز طاہرہ علی راؤجانی

# قواعد وضوابط

۱۔ سوالنامہ گذشتہ ایڈیشن کی طرح اس بار بھی کتاب کے ساتھ نہیں دیا جائے گا بلکہ مقررہ تاریخ ۲۷ مارچ ۲۰۲۲ بروز اتوار صبح ۱۲ بجے مقررہ علاقے میں معین سینٹرز میں لیا جائے گا۔

۲۔ شرعاً صرف وہی افراد اس مقابلہ میں حصہ لینے کے اہل ہیں جو خود مطالعہ کر کے جواب نامہ پُر کریں۔

۳۔ ترغیب مطالعہ پروگرام میں شمولیت کی اہلیت: کم از کم بارہ سال کی عمر کے لڑکے اور لڑکیاں۔

۴۔ دیئے گئے جوابات میں سے مناسب ترین جواب پر نشان لگائیں لہٰذا ایک سے زائد جواب پر کسی طرح کا نشان نہ لگائے چاہے مٹائے جانے کا نشان ہی کیوں نہ ہو بصورت دیگر جواب غلط شمار ہوگا۔ جوابات اسی کتابچے میں موجود مواد کے مطابق چیک کیے جائیں گے۔

۵۔ دوران امتحان کسی بھی طرح کی نقل یا آپس میں گروپنگ کی گئی تو امتحانی پیپر کینسل کر دیا جائے گا۔

۶۔ امتحان میں ادارے کی طرف سے دیئے گئے کتابچہ کے علاوہ کسی بھی طرح کا دیگر مواد رکھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

۷۔ خصوصی انعامات خواتین و حضرات میں علیحدہ علیحدہ تقسیم کئے جائیں گے۔ ایک سے زائد خصوصی انعام کے حقدار ہونے کی صورت میں انعامات بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم کئے جائیں گے۔

## خصوصی انعامات

پہلا انعام:- Rs.10,000/ دوسرا انعام:- Rs.8,000/ تیسرا انعام:- Rs.6,000/

چوتھا انعام:- Rs.5,000/ پانچواں انعام:- Rs. 2,500/

نوٹ: تمام شرکاء کو کم از کم ۳۳ فیصد (۱۰/۳۰) نمبر حاصل کرنے پر ہر نمبر کے عوض ۱۰ روپے بطور انعام دیئے جائیں گے۔

۸۔ یہ سلسلہ آن لائن (Audio, Urdu, English & Roman Book) کی صورت میں دستیاب ہے۔

**نوٹ: گوہر حکمت کی آن لائن رجسٹریشن اس بار فری رکھی گئی ہے۔**

۹۔ کسی بھی طرح کی معلومات کے لیے خصوصاً بیرون ملک رہنے والے مومنین ہمارے ای میل پر رابطہ کریں:
giyf@greenislandtrust.org

۸۔ کتابچہ یکم سے ۲۷ نومبر ۲۰۲۱ تک درج ذیل ان سینٹرز سے حاصل کر سکتے ہیں:

- GIYF، امتل اپارٹمنٹ، سولجر بازار نمبر ا (صبح ۱۱ سے شام ۷)
- GIWW، راہین ایونیو، سولجر بازار نمبر ۲ (صبح ۱۰ سے ۱۲ اور شام ۴ سے ۷)
- محمد علی بک ڈپو، سولجر بازار (صبح ۱۱ سے رات ۸)
- اے ۱۱۴ / ۱۴۵، سروے نمبر ۲۱۷، ملیر (0333-3431638)
- مسجد وحدت المسلمین، چشتی نگر (0312-9743508)
- بقیۃ اللہ اکیڈمی، گلگتی محلہ، نیو میانوالی کالونی، منگھوپیر روڈ (0321-2954620)
- جامع مسجد خدیجہ الکبری، سیکٹر نمبر ۱۱، بلدیہ ٹاؤن (0345-2844736)
- گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول امپھری، پنیال روڈ، گلگت (0310-0775595)
- خیر النساء اکیڈمی، نزد عبد اللہ ہسپتال، اسکردو، بلتستان (0344-9511393)
- مدرسہ زہرا (باری ماما)، شادمان، بالمقابل اسکالر کالج، لاہور (0321-5550763)
- ۹۵۶-۹۵۷، LMQ روڈ، بالمقابل TCS آفس، ملتان (0321-3389300)
- جامعہ مسجد علی ابن علی طالب علیہ السلام محلہ خوجگن، نارووال (0332-4756937)
- جامع مسجد و مرکزی امام بارگاہ جعفریہ اسٹیل (0300-2059989)
- امام بارگاہ شاہِ کربلا اولڈ رضویہ گولیمار (0306-2099612)

۱۰۔ نتائج کا اعلان اور تقسیمِ انعامات کا پروگرام ۱۷ اپریل ۲۰۲۲ء کو منعقد کیا جائے گا۔

۱۱۔ ۲۳ اپریل ۲۰۲۲ء تک انعامات وصول نہ کیے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہو گا۔

۱۲۔ اس کتابچہ سے متعلق تجاویز یا شکایات ادارہ کے e-mail پر بھیجی جا سکتی ہیں، لیکن انتظامیہ کا فیصلہ حتمی تصور کیا جائے گا۔

# فہرست


قواعد و ضوابط ............................................ ۵

پیش لفظ ............................................ ۹

چوتھی فصل: امام جعفر صادق علیہ السلام کے چند معجزات کا ذکر ............ ۱۰

پہلا معجزہ: ہمارے اعمال ہمارے امام علیہ السلام سے پوشیدہ نہیں ............ ۱۰

دوسرا معجزہ: حضرت علیہ السلام کا ابو بصیر کو امامت کی علامت عطا فرمانا ............ ۱۱

تیسرا معجزہ: شوہر سے بد اخلاقی عمر کے کم ہونے کا سبب ............ ۱۲

چوتھا معجزہ: حضرت علیہ السلام کی وجہ سے آگ کا ہارون مکی کو نہ جلانا ............ ۱۳

پانچواں معجزہ: آپ علیہ السلام کا محمد حنفیہ کو اذن خدا سے سید حمیری کے لئے زندہ کرنا ............ ۱۴

چھٹا معجزہ: ایک شخص کے ضمیر اور دل کی بات بتانا ............ ۱۶

ساتواں معجزہ: امام جعفر صادق علیہ السلام کا نہرِ بلخ کی رات کی خبر دینا ............ ۱۸

پانچویں فصل: بعض ظلم و ستم جو منصور دوانیقی سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو پہنچے ............ ۱۹

چھٹی فصل: امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت ............ ۳۳

ساتویں فصل: امام جعفر صادق علیہ السلام کی اولاد کا تذکرہ ............ ۳۹

۱۔ اسماعیل بن جعفر علیہ السلام ............ ۳۹

۲۔ عبد اللہ بن جعفر علیہ السلام ............ ۴۲

۳۔ اسحاق بن جعفر علیہ السلام ............ ۴۶

۴۔ محمد بن جعفر علیہ السلام ............ ۴۷

۵۔عباس بن جعفر علیہ السلام ........................................ ۴۹
٦۔ علی بن جعفر علیہ السلام ........................................ ۴۹
۷۔ علی عریضی ........................................ ۵۲

**آٹھویں فصل: حضرت صادق علیہ السلام کے چند بزرگ اصحاب کا تذکرہ ........................................ ۵۲**

۱۔ ابان بن تغلب ........................................ ۵۲
۲۔ اسحاق بن عمار صیرفی کوفی ........................................ ۵۴
۳۔ برید بن معاویہ عجلی ........................................ ۵٦
۴۔ ابو حمزہ ثمالی ........................................ ۵۷
۵۔ حمران بن اعین شیبانی ........................................ ٦۱
٦۔ زرارہ بن اعین شیبانی ........................................ ٦۳
۷۔ صفوان بن مہران جمال اسدی کوفی ........................................ ٦۷
۸۔ عبد اللہ بن ابی یعفور ........................................ ٦۸
خاتمہ ........................................ ۷۰

# پیش لفظ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کتب بینی اور مطالعہ کا شوق قوموں کی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں جس انداز سے یہ شوق اپنی جگہ بنا چکا ہے، اس اعتبار سے ہماری قوم کو ابھی بہت محنت کرنا ہے۔ البتہ یہ بات عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اداروں نے کام شروع کر دیا ہے۔ ''گوہر حکمت'' کے نام سے ترغیبِ مطالعہ کا یہ سلسلہ بھی ایسی ہی ایک چھوٹی سی کوشش ہے تاکہ قوم میں شوقِ مطالعہ اُجاگر کیا جائے۔

گرین آئی لینڈ یوتھ فورم کی خواہش ہے کہ بچوں اور نوجوانوں میں شوقِ مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے اپنی سعی و کوشش کی جائے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس بار بھی اس کتابچہ کے لیئے مواد معروف کتاب ''سفینۃ البحار'' کے مصنف، ثقۃ المحدثین شیخ عباس قمیؒ کی کتاب ''منتھی الامال'' سے اقتباس لیا گیا ہے۔ اس کتاب میں شیخ عباس قمیؒ نے چہاردہ معصومین علیہم السلام کی سیرت کو مختلف عنوانات کے تحت عمدگی سے تصنیف کیا ہے اور ساتھ ہی رحلت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کے خلفاء اور اس دور کی مختلف مشہور شخصیات کے حالات کو بھی بیان کیا ہے۔ پاکستان میں پہلی بار اس کتاب کا ترجمہ محسن قوم سرکار علامہ صفدر حسین نجفی اعلیٰ اللہ مقامہ نے کیا جو امامیہ پبلیکشنز پاکستان نے ''احسن المقال'' کے نام سے چھاپا۔ اس اشاعت کے لئے متن اگرچہ ''احسن المقال'' سے لیا گیا ہے۔ لیکن اردو دان طبقے کے لئے زبان کی سلاست کے پیش نظر اصل متن سے تقابل کرتے ہوئے کئی مقامات پر اردو ترجمے میں کئی اصلاحات بھی کی گئی ہیں۔

مطالعہ میں غور طلبی کے عنصر کو باقی رکھنے کے لئے مختصر کتابچے کی صورت میں کچھ سوالات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ دورانِ مطالعہ ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کے لئے توجہ پہلی باقی رہے۔

کمسن نوجوانوں کے شوق کو دیکھتے ہوئے کم از کم ۱۲ سال کی عمر تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اس پروگرام میں شمولیت کا اہل قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ زیادہ سے زیادہ عمر کی حد ہٹا کر ہر عمر کے مرد و خواتین کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

برادران ارجمند قبلہ مولانا سید ہاشم عباس زیدی، مولانا مصطفی علی وکیل، مولانا مجتبیٰ حسن جیوانی اور مولانا قمر علی لیلانی صاحبان کا میں نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے نہ صرف اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر سنبھالا بلکہ نہایت ہی خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

خداوند متعال سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو ناصرانِ امام علیہ السلام میں شامل فرمائے۔

والسلام

مولانا غلام رضا روحانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# چوتھی فصل: امام جعفر صادق علیہ السلام کے چند معجزات کا ذکر

## پہلا معجزہ: ہمارے اعمال ہمارے امام علیہ السلام سے پوشیدہ نہیں

شیخ طوسی نے داؤد بن کثیر رقی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں میں حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اچانک آپ علیہ السلام نے کلام میں پہل کرتے ہوئے فرمایا:

يَا دَاوُدُ، لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ يَوْمَ الْخَمِيسِ، فَرَأَيْتُ فِيمَا عُرِضَ عَلَيَّ مِنْ عَمَلِكَ صِلَتُكَ لِابْنِ عَمِّكَ فُلَانٍ فَسَرَّنِي ذٰلِكَ، إِنِّي عَلِمْتُ صِلَتَكَ لَهُ أَسْرَعَ لِفَنَاءِ عُمُرِهِ وَقَطْعِ أَجَلِهِ.

اے داؤد! بتحقیق جمعرات کے دن تم لوگوں کے اعمال میرے سامنے پیش ہوئے پس میں نے تیرے اعمال میں تیرا اپنے فلاں چچازاد بھائی کے ساتھ صلہ رحمی اور احسان کرنا دیکھا۔ تیرے اس عمل نے مجھے خوش کر دیا اور میں جانتا ہوں کہ تیرا صلہ رحمی کرنا تیرے چچازاد بھائی کی جلد موت کا سبب بنے گا۔

داؤد کہتے ہیں کہ میرا چچازاد بھائی معاند اور دشمن اہل بیت علیہم السلام اور خبیث شخص تھا، مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ اور اس کے اہل و عیال بری حالت میں ہیں پس میں نے مکہ کی طرف روانہ ہونے سے پہلے اس کے نفقہ اور اخراجات کے لئے ایک دستاویز لکھی اور جب میں مدینہ پہنچا تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے اس واقعہ کی خبر دی۔[1]

---

1. الأمالي (للطوسي)، النص، ص: ۴۱۳.

## دوسرا معجزہ: حضرت علیہ السلام کا ابو بصیر کو امامت کی علامت عطا فرمانا

کشف الغمہ میں دلائل حمیری سے منقول ہے کہ ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو محمد! آیا اپنے امام کو پہچانتے ہو؟ میں نے عرض: کی جی ہاں قسم! ہے اس کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں آپ علیہ السلام ہی میرے امام ہیں اور یہ کہہ کر میں نے اپنا ہاتھ حضرت علیہ السلام کے زانو پر رکھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نے سچ کہا تم اپنے امام کو پہچانتے ہو۔ پس اپنے امام کے دامن کو تھامے رہو اور اس سے متمسک رہو۔ میں نے عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ آپ علیہ السلام مجھے امام کی علامت عطا فرمائیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ معرفت کے بعد علامت کس لئے چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: تاکہ میرے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو۔ فرمایا: اے ابو محمد! جب تم کوفہ میں واپس جاؤ گے تو تم دیکھو گے کہ تمہارا ایک بیٹا عیسیٰ نامی پیدا ہو چکا ہے اس کے بعد تمہارا ایک اور بیٹا محمد نامی پیدا ہو گا اور ان دو بیٹوں کے بعد تمہاری دو بیٹیاں پیدا ہوں گی۔ پھر فرمایا:

وَ اعْلَمْ أَنَّ ابْنَيْكَ مَكْتُوبَانِ عِنْدَنَا فِي الصَّحِيفَةِ الْجَامِعَةِ مَعَ أَسْمَاءِ شِيعَتِنَا وَ أَسْمَاءِ آبَائِهِمْ وَ أُمَّهَاتِهِمْ وَ أَجْدَادِهِمْ وَ أَنْسَابِهِمْ وَ مَا يَلِدُونَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ أَخْرَجَهَا فَإِذَا هِيَ صَفْرَاءُ مُدْرَجَةٌ.

اور جان لو کہ تمہارے ان دونوں بیٹوں کے نام ہمارے پاس صحیفہ جامعہ میں ہمارے شیعوں کے ناموں اور ان کے ماں باپ واجداد و انساب کے ناموں اور جو کوئی قیامت تک پیدا ہو گا، کے ناموں کے ساتھ لکھے ہیں اور آپ علیہ السلام نے ایک صحیفہ نکالا کہ جس کا رنگ زرد تھا اور وہ لپٹا ہوا تھا۔[1]

---

1. کشف الغمة في معرفة الأئمة (ط-القديمة)، ج ۲، ص: ۱۹۰.

## تیسرا معجزہ: شوہر سے بد اخلاقی عمر کے کم ہونے کا سبب

ابن شہر آشوب اور قطب راوندی نے حسین بن ابی العلاء سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آپ علیہ السلام کے غلام کے ساتھ آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اپنی بیوی کی بد اخلاقی کی شکایت کی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس عورت کو میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ عورت آئی تو حضرت علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تیرے شوہر کو کیا ہوا ہے کہ وہ تیری شکایت کر رہا ہے ؟ اس عورت نے اپنے شوہر کو نفرین اور بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

أَمَا إِنَّكِ إِنْ ثَبَتِّ عَلَى هَذَا لَمْ تَعِيشِي إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّام.

اگر تو اسی حالت میں باقی رہی تو تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہے گی۔ وہ کہنے لگی مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ کبھی بھی اسے دیکھوں۔ حضرت علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا:

خُذْ بِيَدِهَا فَلَيْسَتْ تَبِيتُ فِي بَيْتِكَ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّام.

اپنی بیوی کو لے جا یہ تین دن سے زیادہ تیرے گھر میں نہیں گزار پائی گی۔

جب تیسرا دن ہوا تو وہ شخص حضرت علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: تیری بیوی کا کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا خدا کی قسم ابھی اسے دفن کر کے آ رہا ہوں۔

راوی کہتا ہے میں نے امام علیہ السلام سے عرض کی میں آپ پر قربان جاؤں اس عورت کی کیا حالت تھی؟ فرمایا:

كَانَتْ مُتَعَدِّيَةً عَلَيْهِ فَبَتَرَ اللهُ لَهُ عُمْرَهَا وَ أَرَاحَهُ مِنْهَا.

وہ عورت (اپنے شوہر کے ساتھ) حد سے زیادہ زیادتی کرتی تھی۔ خداوند عالم نے اس کی عمر مختصر کر دی اور اس کے شوہر کو اس سے راحت و آرام دیا۔[1]

## چوتھا معجزہ: حضرت علیہ السلام کی وجہ سے آگ کا ہارون مکی کو نہ جلانا

مامون رقی سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اپنے آقا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ سہل بن حسن خراسانی امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت علیہ السلام کو سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کی: اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! (اللہ کی) مہربانی اور رحمت آپ علیہ السلام ہی کے لئے ہے اور آپ علیہ السلام اہل بیت میں سے ہیں پھر بھلا کیا چیز مانع اور رکاوٹ ہے کہ آپ علیہ السلام اپنا حق چھوڑ کر بیٹھ گئے ہیں؟! حالانکہ آپ علیہ السلام کے پاس ایک لاکھ شیعہ موجود ہیں جو آپ علیہ السلام کے لئے تلوار چلائیں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے مردِ خراسانی! بیٹھ جا۔ خدا تیرے حق کی حفاظت کرے۔ پھر امام علیہ السلام نے اپنی کنیز سے فرمایا: اے حنیفہ! تنور روشن کرو۔ پس اس کنیز نے تنور گرم کیا جو آگ کی طرح سرخ ہو گیا اور اس کے اوپر والا حصہ سفید ہو گیا۔ اس وقت آپ علیہ السلام نے اس خراسانی شخص سے فرمایا: اٹھ کھڑے ہو اے خراسانی اور تنور میں جا کر بیٹھ جا۔ مردِ خراسانی کہنے لگا: اے میرے آقا! اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے آگ کا عذاب نہ دیں اور مجھ سے در گزر کیجئے خدا آپ علیہ السلام سے در گزر کرے۔ فرمایا: تجھے معاف کیا۔ اسی وقت ہارونِ مکی داخل ہوئے۔ انہوں نے اپنی جوتیاں انگشت شہادت سے پکڑی ہوئی تھیں۔ داخل ہوتے ہی ہارون مکی نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُولِ اللہ۔ حضرت علیہ السلام نے (جوابِ سلام کے بعد) فرمایا: جوتیاں ہاتھ سے پھینک کر اس تنور میں جا بیٹھو۔ راوی کہتا ہے کہ ہارون نے جوتیاں پھینکیں اور تنور میں جا بیٹھے۔ پھر امام علیہ السلام نے اس مرد خراسانی کی طرف رخ کیا اور اس سے خراسان کی باتیں اس طرح کرنے لگے جیسے وہ خراسان کو آنکھوں سے دیکھ کر آئے ہوں۔ پھر فرمایا: اٹھو اے

---

۱۔ مناقب آل أبي طالب علیہم السلام (لابن شہر آشوب)، ج۴، ص: ۲۲۴.

خراسانی! اور تنور کے اندر دیکھو۔ وہ کہتا ہے میں کھڑا ہوا اور تنور میں دیکھا کہ ہارون دوزانو ہو کر بیٹھا ہوا ہے۔ اس وقت وہ تنور سے نکلا اور آکر ہم کو سلام کیا۔ حضرت علیہ السلام نے خراسانی سے فرمایا:

كَمْ تَجِدُ بِخُرَاسَانَ مِثْلَ هٰذَا

خراسان میں اس جیسے کتنے افراد ہیں؟ وہ کہنے لگا خدا کی قسم ایک بھی اس جیسا نہیں ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

أَمَا إِنَّا لَا نَخْرُجُ فِي زَمَانٍ لَا نَجِدُ فِيهِ خَمْسَةً مُعَاضِدِينَ لَنَا نَحْنُ أَعْلَمُ بِالْوَقْتِ

ہم ایسے زمانہ میں خروج نہیں کریں گے کہ جس میں ہم پانچ افراد بھی ایسے نہ پائیں جو ہمارے مددگار ہوں۔ ہم خروج کے وقت کو (تم سے زیادہ) بہتر جانتے ہیں۔[1]

## پانچواں معجزہ: آپ علیہ السلام کا محمد حنفیہ کو اذن خدا سے سید حمیری کے لئے زندہ کرنا

مدینۃ المعاجز میں ثاقب المناقب سے نقل کیا ہے کہ ابو ہاشم اسماعیل بن محمد حمیری کہتا ہے کہ میں حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے سنا ہے کہ آپ علیہ السلام میرے حق میں فرماتے ہیں کہ میں کسی چیز پر نہیں (یعنی میرا اعتقاد صحیح نہیں) حالانکہ میں نے اپنی زندگی آپ علیہ السلام کی محبت میں گذاری ہے اور آپ علیہ السلام کی خاطر لوگوں کی سرزنش کی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تو نے محمد بن حنفیہ ؒ کے حق میں یہ نہیں کہا:

حَتّٰى مَتٰى (عجل) وَإِلٰى مَتٰى؟ وَكَمِ الْمَدٰى؟     يَا ابْنَ الْوَصِيِّ وَأَنْتَ حَيٌّ تُرْزَقُ

تَثْوِي بِرَضْوٰى لَا تَزَالُ وَلَا تُرٰى!     وَبِنَا إِلَيْكَ مِنَ الصَّبَابَةِ أَوْلَقُ؟!

---

۱۔ مناقب آل أبي طالب علیہم السلام (لابن شہر آشوب)، ج۴، ص:۲۳۷.

یعنی کب تک اور کتنی مدت اے وصی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے تو زندہ رہے گا اور رزق کھائے گا اور رضویٰ پہاڑ میں طویل مدت تک قیام کرے گا اور ہمیشہ وہاں رہے گا اور تیرا دیدار نہیں ہو گا؟!! حالانکہ ہم تیرے شوق و عشق میں دیوانے ہو گئے ہیں۔

آیا تو اس کا قائل اور معتقد نہیں کہ محمد بن حنفیہ قائم ہیں، رضویٰ پہاڑ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایک شیر ان کے دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف ہے۔ صبح و شام انہیں روزی ملتی ہے۔ وائے ہو تجھ پر، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی و حسن و حسین علیہم السلام محمد بن حنفیہ سے بہتر ہیں، اس کے باوجود ان سب نے موت کا مزہ چکھا ہے۔

اسماعیل حمیری نے عرض کی: اس کی کوئی دلیل ہے؟ فرمایا: ہاں بے شک میرے والد نے مجھے بتایا کہ انہوں نے محمد حنفیہ کی نماز جنازہ پڑھی ہے اور ان کے دفن کے وقت وہ موجود تھے اور میں تمہیں اس کی علامت و نشانی دکھاتا ہوں۔ پس آپ علیہ السلام نے اسماعیل حمیری کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ایک قبر کے پاس لے گئے اور اس پر اپنا ہاتھ مارا اور دعا پڑھی۔ فوراً قبر اشگافتہ ہوئی اور ایک شخص کہ جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے قبر سے باہر نکلا اور وہ اپنے سر و صورت سے خاک جھاڑ رہا تھا اور کہتا تھا کہ اے ابو ہاشم! مجھے پہچانتے ہو؟ سید حمیری نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا: میں محمد حنفیہ ہوں، بے شک حسین علیہ السلام کے بعد امام علی بن الحسین علیہما السلام اور ان کے بعد محمد بن علی علیہما السلام اور ان کے بعد یہ (امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) امام ہیں۔ پھر انہوں نے اپنا سر قبر میں داخل کر لیا اور قبر بند ہو گئی۔ اس وقت اسماعیل حمیری نے یہ شعر کہے!

تَجَعْفَرْتُ بِاسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ     وَ أَيْقَنْتُ أَنَّ اللّٰهَ يَعْفُو وَ يَغْفِرُ

وَ دِنْتُ بِدِينٍ غَيْرِ مَا كُنْتُ دَائِناً     بِهِ وَ نَهَانِي سَيِّدُ النَّاسِ جَعْفَرٌ

فَقُلْتُ هَبْ أَنِّي قَدْ تَهَوَّدْتُ بُرْهَةً وَإِلَّا فَدِينِي دِينُ مَنْ يَتَنَصَّرُ

فَإِنِّي إِلَى الرَّحْمَنِ مِنْ ذَاكَ تَائِبٌ وَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَ اللهُ أَكْبَرُ

ترجمہ: ”میں اللہ کے نام سے جعفری ہو گیا ہوں اور اللہ بزرگ و برتر ہے اور مجھے یقین ہے کہ خدا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور اب میں نے اپنے پچھلے دین کو چھوڑ کر اس دین کو اپنا لیا ہے اور مجھے لوگوں کے سردار و آقا امام جعفر صادق علیہ السلام نے (پچھلے دین سے) منع فرمایا ہے۔ پس میں نے کہا کہ فرض کیجئے کہ میں ایک زمانہ تک یہودی تھا اور اگر یہودی نہیں تو میرا دین نصاریٰ والا تھا۔ لیکن اب میں خدائے رحمن کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور اسلام لاتا ہوں اور خدا ہی بزرگ و برتر ہے“۔[1]

## چھٹا معجزہ: ایک شخص کے ضمیر اور دل کی بات بتانا

شیخ کلینیؒ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں شہر کوفہ سے نکل کر ایسی جگہ پہنچا ہوں کہ جسے میں پہچانتا ہوں۔ وہاں میں نے دیکھا گویا ایک لکڑی کے آدمی کا سایہ یا لکڑی سے بنا ہوا مرد ہے جو ایک لکڑی کے گھوڑے پر سوار ہے اور وہ اپنی تلوار کو چمکا رہا ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں اس حال میں کہ میں خوف زدہ اور مرعوب ہوں۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: تو ایسا شخص ہے کہ ایک آدمی کی معیشت کو ہلاک کرنا چاہتا ہے یعنی تو چاہتا ہے کہ جو کچھ اسباب زندگی اور مادۂ حیات اس کے پاس ہے وہ اس سے لے لے۔ پس ڈر اس خدا سے جس نے تجھے پیدا کیا اور وہی تجھے موت دے گا۔ وہ شخص کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام کو علم عطا ہوا ہے اور آپ علیہ السلام نے علم کو اس کے معدن سے لیا ہے۔ خواب کی جو تفسیر

---

۱. مدینة معاجز الائمة الاثني عشر، ج۵، ص:۳۷۳.

آپ علیہ السلام نے میرے لئے بیان فرمائی میں آپ علیہ السلام کو اس کی خبر دیتا ہوں۔ بے شک میرا ایک ہمسایہ میرے پاس آیا اور مجھے پیشکش کی کہ میں اس کی زمین خرید لوں۔ پس میں چاہتا تھا کہ تھوڑی سی قیمت پر اس زمین کا مالک بن جاؤں چونکہ مجھے معلوم تھا کہ میرے علاوہ اس کا کوئی خریدار نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

وَ صَاحِبُكَ يَتَوَلَّانَا وَ يَبْرَأُ مِنْ عَدُوِّنَا؟

کیا وہ شخص ہم سے محبت کرتا ہے اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ ایسا شخص ہے کہ جس کی بصیرت عمدہ اور دین مستحکم ہے اور میں توبہ کرتا ہوں بارگاہ الہیٰ میں اور آپ علیہ السلام کی خدمت میں اس چیز سے کہ جس کا میں نے قصد کیا اور نیت کی تھی۔ اس کے بعد اس شخص نے امام علیہ السلام سے کہا:

فَأَخْبِرْنِي يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ لَوْ كَانَ نَاصِباً حَلَّ لِي اغْتِيَالُهُ

اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے بتائیے کہ اگر یہ شخص ناصبی ہوتا تو کیا میرے لئے یہ کام حلال تھا؟

حضرت علیہ السلام نے فرمایا:

أَدِّ الْأَمَانَةَ لِمَنِ ائْتَمَنَكَ وَ أَرَادَ مِنْكَ النَّصِيحَةَ وَ لَوْ إِلَى قَاتِلِ الْحُسَيْنِ عليه السلام.

امانت ادا کرو ہر اس شخص کو جو تمہیں امین سمجھے اور تم سے نصیحت چاہے اگرچہ وہ امام حسین علیہ السلام کا قاتل ہی کیوں نہ ہو۔[1]

---

۱. الكافي (ط - الإسلامية)، ج۸، ص:۲۹۳.

## ساتواں معجزہ: امام جعفر صادق علیہ السلام کا نہر بلخ کی رات کی خبر دینا

نیز کتاب خرائج میں ہارون بن رئاب سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میرا ایک بھائی جارودی مذہب[1] سے تھا۔ ایک دفعہ میں حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: تیرا جارودی بھائی کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ وہ نیک و صالح ہے اور قاضی اور ہمسایہ ہر ایک کے نزدیک پسندیدہ و محبوب شخص ہے اور تمام حالات میں اس میں کوئی عیب نہیں لیکن وہ آپ علیہ السلام کی ولایت کا اقرار نہیں کرتا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا چیز مانع ہے کہ وہ ہماری ولایت کا اقرار نہیں کرتا؟ میں نے کہا اس کے گمان میں تقویٰ و پرہیز گاری اس کے مانع ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس کا یہ تقویٰ و پرہیز گاری نہر بلخ کی رات کہاں تھی؟!

راوی کہتا ہے کہ میں اپنے بھائی کے پاس گیا اور اس سے کہا تیری ماں تیرے ماتم و تعزیت میں بیٹھے، میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ انہوں نے مجھ سے تیرے بارے میں پوچھا۔ میں نے تیرے بارے میں کہا کہ تو ہمسایہ اور قاضی اور تمام حالات میں سب کے نزدیک پسندیدہ ہے لیکن تو ان کی ولایت کا اقرار نہیں کرتا۔ امام علیہ السلام نے مجھ سے اس کا سبب دریافت کیا۔ میں کہا تقویٰ و پرہیز گاری۔ تو امام علیہ السلام نے کہا نہر بلخ کی رات اس کا تقویٰ و پرہیز گاری کہاں تھی؟!

میرا بھائی کہنے لگا کیا امام صادق علیہ السلام نے تجھے یہ خبر دی ہے؟ میں نے کہا ہاں، وہ کہنے لگا:

أَشْهَدُ أَنَّهُ حُجَّةُ رَبِّ الْعَالَمِينَ. میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ رب العالمین کی حجت ہیں۔

---

1. جارودی یعنی ابو الجارود جس کی کنیت ابو النجم تھی، اس کے پیروکاروں کو جارودی کہا جاتا ہے۔ جس کے بارے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ وہ دل اور آنکھ دونوں سے اندھا ہے۔ جارودیہ، زیدیہ مذہب کا سب سے پہلا فرقہ ہے۔

میں نے کہا اپنا واقعہ مجھ سے بیان کر۔ وہ کہنے لگا کہ میں نہرِ بلخ کے پیچھے سے آ رہا تھا تو میرے ساتھ ایک اور شخص میرا ہمسفر ہو گیا جس کے ساتھ ایک حسین و جمیل کنیز بھی تھی۔ پس وہ شخص مجھ سے کہنے لگا کہ یا تم ہمارے لئے آگ تلاش کر کے لے آؤ اور میں تمہارے سامان کی حفاظت کرتا ہوں یا میں آگ تلاش کرنے جاتا ہوں؟ میں نے کہا تم آگ تلاش کرنے جاؤ۔ پس جب وہ شخص آگ کی تلاش میں چلا گیا تو میں اس کنیز کے پاس گیا اور میرے اور اس کے درمیان جو کچھ ہوا خدا کی قسم نہ اس کنیز نے یہ چیز فاش کی اور نہ میں نے کسی سے بیان کی اور اسے سوائے خداوند عالم کے کوئی نہیں جانتا تھا۔ پس میرے بھائی کو خوف خدا طاری ہوا اور اگلے سال میں اسے لے کر امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا پس ہم امام علیہ السلام کے حضور سے رخصت ہوئے جبکہ میرا بھائی حضرت کی امامت کا معتقد ہو چکا تھا۔[1]

# پانچویں فصل: بعض ظلم و ستم جو منصور دوانیقی سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو پہنچے

مؤلف فرماتے ہیں کہ ہم اس فصل میں ان واقعات پر اکتفاء کریں گے جو علامہ مجلسیؒ نے جلاء العیون میں ذکر کئے ہیں۔ علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ معتبر روایات میں مذکور ہے کہ ابو العباس سفاح نے جو کہ بنی عباس کا پہلا خلیفہ تھا، اس نے امام علیہ السلام کو مدینہ سے عراق بلوایا لیکن وہ امام علیہ السلام کے بہت سے معجزات، بے شمار علوم اور امام عالی قدر کے مکارم اخلاق و اطوار دیکھ کر آپ علیہ السلام کو کوئی تکلیف و اذیت نہ دے سکا اور اس نے امام علیہ السلام کو رخصت دے دی اور حضرت علیہ السلام مدینہ کی طرف واپس چلے گئے۔

---

۱. الخرائج والجرائح، ج ۲، ص: ۶۱۷.

جب منصور دوانیقی، سفاح کا بھائی خلافت تک پہنچا اور حضرت علیہ السلام کے شیعوں اور پیروکاروں کی کثرت سے آگاہ ہوا تو دوبارہ اس نے امام علیہ السلام کو عراق بلایا اور پانچ دفعہ یا اس سے زیادہ اس مظلوم امام علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا اور ہر دفعہ عظیم معجزہ دیکھ کر اس ارادے سے باز رہا جیسا کہ ابن بابویہ، ابن شہر آشوب اور دوسرے علمائے کرام نے روایت کی ہے کہ ایک دن ابو جعفر منصور نے حضرت صادق علیہ السلام کو بلوایا تاکہ آپ علیہ السلام کو قتل کرے اور اس کے کہنے پر تلوار حاضر کی گئی اور ایک چمڑا بچھا دیا گیا۔ اپنے نگہبان ربیع سے کہا کہ جب امام علیہ السلام آئیں گے تو میں ان سے باتوں میں مشغول ہو جاؤں گا اور جب میں ہاتھ پر ہاتھ ماروں تو انہیں قتل کر دینا۔ ربیع کہتا ہے کہ جب میں حضرت علیہ السلام کو لے آیا اور منصور کی نظر آپ علیہ السلام پر پڑی تو کہنے لگا مرحبا خوش آمدید اے ابا عبد اللہ علیہ السلام! آپ علیہ السلام کو میں نے اس لئے بلایا ہے کہ آپ علیہ السلام کے قرض ادا کروں اور آپ علیہ السلام کی حاجات کو پورا کروں اور بہت معذرت چاہی اور حضرت علیہ السلام کو روانہ کر دیا اور مجھ سے کہا کہ تین دن کے بعد حضرت علیہ السلام کو مدینہ روانہ کر دینا۔ جب ربیع باہر آیا اور حضرت علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو کہنے لگا: اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ تلوار اور چمڑا جو آپ علیہ السلام نے دیکھا تھا، وہ آپ علیہ السلام ہی کے لئے تھا۔ آپ علیہ السلام نے کون سی دعا پڑھی کہ اس کے شر سے محفوظ رہے؟! امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ دعا پڑھی اور وہ دعا آپ علیہ السلام نے اسے تعلیم فرمائی۔

اور دوسری روایت کے مطابق ربیع واپس آیا اور منصور سے کہنے لگا اے خلیفہ! تیرے عظیم غصہ کو کس چیز نے خوشی میں بدل دیا؟! منصور نے کہا:

يَا رَبِيعُ لَمَّا حَضَرَتُ الْبَابَ رَأَيْتُ تِنِّيناً عَظِيماً يَقْرِضُ أَنْيَابَهُ وَهُوَ يَقُولُ بِأَلْسِنَةِ الْآدَمِيِّينَ إِنْ أَنْتَ أَشَكْتَ ابْنَ رَسُولِ اللهِ لَأُفَصِّلَنَّ لَحْمَكَ مِنْ عَظْمِكَ فَأَفْزَعَنِي ذٰلِكَ وَفَعَلْتُ بِهِ مَا رَأَيْتَ.[1]

---

۱. مناقب آل أبي طالب علیہم السلام (لابن شہر آشوب)، ج۴، ص:۲۳۱.

اے ربیع! جب میں گھر کے دروازے پر آیا تو میں نے بہت بڑا اژدھا دیکھا جو میرے قریب آیا اور وہ اپنے دانت پیستا تھا اور فصیح زبان سے کہتا تھا کہ اگر تھوڑی سی تکلیف بھی امام علیہ السلام کو پہنچائی تو میں تیرا گوشت تیری ہڈیوں سے جدا کر دوں گا پس اس کے ڈر سے میرے رویے میں تبدیلی آگئی اور پھر میں نے وہ کیا جو تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

نیز روایت ہے کہ ایک دن منصور اپنے قصرِ حمراء (لال محل) میں بیٹھا تھا اور جس دن وہ اس محل میں بیٹھتا تو اس دن کو لوگ یوم الذبح (ذبح کا دن) کہتے تھے کیونکہ وہ اس محل میں صرف قتل کرنے کی غرض سے بیٹھتا تھا اور انہیں دنوں اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو مدینہ سے یہاں بلوایا ہوا تھا۔ جب رات ہوئی اور رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو اس نے اپنے نگہبان ربیع کو بلایا اور کہنے لگا کہ تم تو جانتے ہو کہ میرے نزدیک تمہارا کیا مقام و مرتبہ ہے۔ اور میں نے تمہیں اپنا محرمِ راز بنایا ہے اور بہت سے ایسے رازوں سے تمہیں باخبر کیا ہے جنہیں میں اپنے اہل خانہ سے بھی پوشیدہ رکھتا ہوں۔ ربیع کہنے لگا یہ اللہ اور جناب خلیفہ کا مجھ پر فضل ہے اور میں بھی آپ کی حکومت کی خیر خواہی میں کسی کو اپنے سے بلند مرتبہ نہیں پاتا۔ منصور نے کہا ایسا ہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی وقت جاؤ اور جعفر بن محمد علیہما السلام کو جس حالت میں وہ ہوں انہیں اسی حالت میں لے کر آؤ اور خبردار ان کو اپنی حالت تبدیل نہ کرنے دینا وہ جس حال میں ہوں اسی حال میں میرے پاس لے آؤ۔ ربیع کہتا ہے کہ میں باہر نکلا اور کہا "انا اللہ وانا الیہ راجعون" اللہ کی قسم یہ ہلاکت ہے کیونکہ اگر امام علیہ السلام کو منصور کے پاس لے آتا ہوں تو اس شدت و غضب کی وجہ سے جو میں دیکھ رہا ہوں، آپ علیہ السلام کو قتل کر ڈالے گا اور اگر خلیفہ کے حکم سے روگردانی کروں تو وہ مجھے اور میری نسل کو تباہ کر دے گا اور میرا مال و دولت چھین لے گا پس میں دنیا و آخرت کے درمیان پھنس کر رہ گیا ہوں لیکن میرا نفس دنیا کی طرف مائل ہوا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔ محمد، ربیع کا بیٹا کہتا ہے کہ جب میرا باپ گھر

میں آیا تو مجھے بلایا اور میں اس کے بیٹوں میں سب سے زیادہ تند خو اور سنگدل تھا۔ پس کہنے لگا: جعفر بن محمد علیہما السلام کے گھر جاؤ اور دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہو جانا اور دروازے پر دق الباب نہ کرنا اور جس حالت میں انہیں دیکھو لے آؤ۔ محمد کہتا ہے میں رات کے آخری حصہ میں حضرت علیہ السلام کے گھر گیا اور سیڑھی لگائی اور خبر کئے بغیر ان کے گھر میں داخل ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام ایک کرتا پہنے ہوئے ہیں اور ایک رومال باندھے نماز میں مشغول ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا چلئے خلیفہ آپ علیہ السلام کو بلا رہے ہیں۔ فرمایا اتنی مہلت دو کہ دعا پڑھ لوں اور کپڑے پہن لوں۔ میں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ فرمایا پھر اتنی مہلت دو کہ جا کر غسل کر لوں اور مرنے کی تیاری کر لوں۔ میں نے کہا مجھے اتنی اجازت نہیں لہذا میں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ پس اس بوڑھے اور کمزور شخص کو کہ جس کی عمر ستر سال کے قریب تھی ایک ہی پیراہن میں ننگے سر اور ننگے پاؤں گھر سے باہر لے آیا۔ جب کچھ راستہ طے کیا تو اس بوڑھے شخص پر کمزوری غالب آگئی۔ مجھے رحم آیا اور میں نے انہیں اپنے خچر پر سوار کرا دیا اور جب خلیفہ کے محل کے دروازے پر پہنچا تو میں نے سنا کہ وہ میرے والد سے کہہ رہا تھا کہ وائے ہو تجھ پر اے ربیع! دیر ہو گئی اور تو اب تک نہیں آیا پس ربیع باہر آیا اور جب اس کی نگاہ امام علیہ السلام پر پڑی اور انہیں اس حالت میں دیکھا تو رونے لگا کیونکہ ربیع امام علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: اے ربیع! میں جانتا ہوں کہ تو ہماری طرف مائل ہے۔ اتنی مہلت دے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور اپنے پروردگار سے مناجات کر لوں۔ ربیع کہنے لگا: جو آپ علیہ السلام کا دل چاہے کیجئے اور منصور کے پاس پلٹ گیا جبکہ منصور طیش و غضب کی حالت میں اصرار کر رہا تھا کہ جعفر علیہ السلام کو جلدی حاضر کرو۔ پس آپ علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی اور دانائے راز سے عرض نیاز کی۔ جب آپ علیہ السلام فارغ ہوئے تو ربیع آپ علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ایوان قصر میں داخل ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے ایوان کے اندر داخل ہونے کے بعد

بھی ایک دعا پڑھی اور جب امام علیہ السلام کو قصر کے اندر لے جایا گیا تو منصور لعین کی نظر آپ علیہ السلام پر پڑی۔ غصے میں کہنے لگا اے جعفر علیہ السلام! تم اولاد عباس پر اپنا حسد و بغاوت کم نہیں کرو گے اور ان کے ملک کو خراب وتباہ کرنے کی جتنی چاہے کوشش کرلو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اللہ سوائے تمہارے حسد اور کینہ کے اور کسی چیز میں اضافہ نہیں کرے گا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا:

مَا فَعَلْتُ شَيْئاً مِنْ هَذَا وَ لَقَدْ كُنْتُ فِي وِلَايَةِ بَنِي أُمَيَّةَ وَ أَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُمْ أَعْدَاءُ الْخَلْقِ لَنَا وَ لَكُمْ وَ أَنَّهُمْ لَا حَقَّ لَهُمْ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَوَاللهِ مَا بَغَيْتُ عَلَيْهِمْ وَ لَا بَلَغَهُمْ عَنِّي سُوءٌ مَعَ جَفَائِهِمُ الَّذِي كَانَ لِي فَكَيْفَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَصْنَعُ الْآنَ هَذَا وَ أَنْتَ ابْنُ عَمِّي وَ أَمَسُّ الْخَلْقِ بِي رَحِماً وَ أَكْثَرُهُمْ عَطَاءً وَ بِرّاً فَكَيْفَ أَفْعَلُ هَذَا

خدا کی قسم جو باتیں تم کہہ رہے ہو ان میں سے کوئی بھی میں نے انجام نہیں دی۔ جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ بنی امیہ جو کہ تمام لوگوں میں ہم سے اور تم سے سب سے زیادہ دشمنی رکھتے تھے اور ان کا اس خلافت پر رتی بھر کا بھی حق نہ تھا میں نے ان کے زمانہ میں بھی ان کے ظلم و جفا کے باوجود، ان پر بغاوت اور سرکشی نہیں کی اور انہیں میری جانب سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی تو پھر تم تو میرے ابنِ عم میرے چچا کے بیٹے ہو اور لوگوں میں رشتہ داری کے اعتبار سے مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہو اور مجھے عطا کرنے والوں میں سب سے زیادہ عطا کرنے والے اور میرے ساتھ نیکی کرنے والوں میں سب سے زیادہ نیکی کرنے والے ہو تو بھلا تمہارے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہوں۔

پس منصور نے کچھ دیر کے لئے سر جھکا لیا اور اس وقت وہ چمڑے کے بچھونے پر تکیہ کا سہارا لئے بیٹھا ہوا تھا اور وہ ہمیشہ اپنی مسند کے نیچے تلوار رکھتا تھا۔ پس کہنے لگا تم جھوٹ بولتے ہو اور اس نے ہاتھ مسند کے نیچے کیا اور اس میں سے بہت سے خطوط نکالے اور آپ علیہ السلام کے سامنے پھینک دیئے اور کہنے لگا یہ تمہارے خطوط ہیں جو اہل خراسان کو تم نے لکھے ہیں کہ وہ میری بیعت توڑ کر تمہاری بیعت کر لیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم یہ مجھ پر بہتان ہے اور میں نے یہ خطوط نہیں لکھے اور میں اس کام کو جائز اور حلال نہیں سمجھتا اور میں آپ کی اطاعت کا معتقد ہوں اور میں نے تو جوانی کے عالم میں یہ عزم وارادے نہیں کئے اب جب کہ بڑھاپے کی کمزوری مجھ پر غالب ہے کس طرح یہ ارادہ کر سکتا ہوں۔ اگر چاہتے ہو تو مجھے اپنے لشکر کے اندر قرار دو یہاں تک کہ مجھ کو موت آجائے اور میری موت قریب بھی آچکی ہے۔ جتنا حضرت علیہ السلام اس قسم کے معذرت آمیز کلمات فرماتے منصور لعین کا غصہ بڑھتا جاتا یہاں تک کہ اس نے ایک بالشت کے برابر تلوار نیام سے نکال لی۔ ربیع کہتا ہے کہ جب میں نے دیکھا کہ منصور نے تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا ہے میں کانپ گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ حضرت علیہ السلام کو قتل کر دے گا۔ پس اس نے تلوار نیام میں داخل کر لی اور کہنے لگا تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس عمر میں فتنہ بپا کرنا چاہتے ہو تا کہ خون خرابہ ہو۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے خطوط نہیں لکھے اور نہ یہ میری تحریر ہے اور نہ ہی میری مہر۔ یہ صرف مجھ پر بہتان باندھا گیا ہے۔ پس منصور نے ہاتھ برابر تلوار نیام سے باہر نکالی۔ ربیع کہتا ہے کہ اس وقت میں نے عزم کیا کہ اگر اس نے مجھے حضرت علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا تو میں تلوار ہاتھ میں لے کر خود منصور پر حملہ کر دوں گا اگر چہ یہ چیز میری اور میری اولاد کی ہلاکت کا سبب بنے اور میں نے توبہ کی اس چیز سے جو پہلے میں حضرت علیہ السلام کے متعلق ارادہ کر چکا تھا۔ پھر منصور کی غضب کی آگ بھڑکی اور پوری تلوار نیام سے نکال لی اور حضرت علیہ السلام اس کے پاس کھڑے شہادت کے منتظر تھے اور مسلسل معذرت کر رہے تھے لیکن منصور قبول نہیں کر رہا تھا۔ پھر اس نے ایک لمحے کے لئے سر نیچے کیا اور کہنے لگا آپ علیہ السلام نے سچ کہا۔ پھر ربیع سے کہا: اے ربیع! عطر کی ڈبیہ لے آؤ جو میرے لئے مخصوص ہے۔ جب میں لے آیا تو حضرت علیہ السلام کو اس نے اپنے قریب بلایا اور اپنی مسند پر بٹھایا اور اس خوشبو سے آپ علیہ السلام کی ریش مقدس کو معطر کیا اور کہنے لگا میرا سب سے عمدہ گھوڑا لے آؤ اور جعفر علیہ السلام کو اس پر

سوار کرو اور انہیں دس ہزار درہم دو اور ان کے گھر تک ساتھ جا کر انہیں چھوڑ آؤ اور انہیں آزاد قرار دو کہ چاہیں تو ہمارے پاس انتہائی عزت و احترام کے ساتھ رہیں یا پھر اپنے جد بزرگوار کے مدینہ کی طرف واپس چلے جائیں۔ ربیع کہتا ہے کہ میں خوشی کے ساتھ نکلا اور مجھے یہ سب دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ جب میں قصر کے صحن میں پہنچا تو عرض کی اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے بہت تعجب ہوا کہ پہلے منصور نے آپ علیہ السلام کے حق میں انتہائی برا سلوک کیا لیکن آخر میں آپ علیہ السلام کے ساتھ انتہائی احترام سے پیش آیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس دعا کا اثر ہے کہ جو آپ علیہ السلام نے نماز کے بعد پڑھی تھی اور وہ دوسری دعا جو ایوان کے اندر پڑھی تھی۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے۔ پہلی دعا تو دعائے کرب و شدائد ہے اور دوسری وہ دعا ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احزاب کے دن پڑھی تھی۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: اگر مجھے منصور کا خوف نہ ہوتا تو میں یہ مال تجھے دے دیتا لیکن تو نے مجھ سے میری ایک زمین خریدنا چاہی تھی جس کے لئے تو مجھے دس ہزار دینار دینا چاہتا تھا لیکن میں نے وہ زمین تجھے نہیں بیچی تھی۔ اب وہ زمین میں نے تجھے ہدیہ کر دی۔ ربیع نے کہا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے وہ نماز کے بعد والی دعا اور پھر جو محل کے ایوان میں آپ نے دعا پڑھی تھی بس یہ دو دعائیں تعلیم فرما دیں یہی میرے حق میں آپ علیہ السلام کا احسان اور نیکی ہو گی مجھے اس زمین سے کوئی سروکار نہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ لَا نَرْجِعُ فِي مَعْرُوفِنَا نَحْنُ نَنسَخُكَ الدُّعَاءَ وَنُسَلِّمُ إِلَيْكَ الْأَرْضَ سِرْ مَعِي إِلَى الْمَنْزِلِ

ہم اہل بیت علیہم السلام جو نیکی انجام دے دیتے ہیں اسے واپس نہیں لیتے ہم تیرے لئے دعا بھی لکھیں گے اور تجھے زمین بھی دیں گے میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ ربیع کہتا ہے جب میں حضرت علیہ السلام کے ساتھ آپ علیہ السلام کے دولت کدہ پر پہنچا تو آپ علیہ السلام نے وہ دعائیں پڑھیں اور میں نے لکھ لیں اور وہ زمین بھی میرے نام لکھ دی۔ میں نے عرض کی اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ علیہ السلام منصور کے پاس آئے اور

آپ علیہ السلام نماز اور دعا میں مشغول ہو گئے اور منصور اظہار طیش و غضب کرتا رہا اور آپ علیہ السلام کے حاضر کرنے کی تاکید کرتا تھا یوں مجھے آپ علیہ السلام میں کسی قسم کا خوف و اضطراب نظر نہیں آیا؟! حضرت علیہ السلام نے فرمایا:

خِيفَةُ اللهِ دُونَ خِيفَتِهِ وَ كَانَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي صَدْرِي أَعْظَمَ مِنْهُ

اللہ کا خوف نہ کہ خلیفہ کا۔ اللہ کا خوف میرے دل میں خلیفہ کے خوف سے زیادہ عظیم تھا۔

ربیع کہتا ہے کہ میں جب منصور کے پاس واپس لوٹا اور خلوت ہوئی تو میں نے کہا کہ اے امیر! گذشتہ رات میں نے عجیب و غریب چیزیں آپ سے دیکھی ہیں۔ ابتداء میں سخت غضب کی حالت میں جعفر بن محمد علیہما السلام کو آپ نے بلایا اور اتنے غضب و غصہ میں آپ کو دیکھا کہ کبھی ایسا غضب میں نے آپ میں نہیں دیکھا تھا یہاں تک کہ آپ نے ایک بالشت تلوار بھی نکالی اور پھر ہاتھ کے برابر اور اس کے بعد پوری تلوار ننگی کر لی اور اس کے بعد آپ پلٹے ہیں اور ان کے ساتھ اکرام، تعظیم، عزت و احترام سے پیش آئے ہیں اور اپنی مخصوص ڈبیہ سے انہیں عطر لگایا ہے اور انہیں مالی عطیہ سے بھی نوازا اور پھر مجھے ان کی مشایعت کے لئے مامور کیا۔ اس کا سبب کیا ہے ؟! خلیفہ نے جواب دیا:

وَيْحَكَ يَا رَبِيعُ لَيْسَ هُوَ مِمَّا يَنْبَغِي أَنْ يُحَدَّثَ بِهِ وَ سَتْرُهُ أَوْلَى وَ لَا أُحِبُّ أَنْ يَبْلُغَ وُلْدَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَيَفْخَرُونَ وَ يَتِيهُونَ بِذَلِكَ عَلَيْنَا حَسْبُنَا مَا نَحْنُ فِيهِ وَ لَكِنْ لَا أَكْتُمُكَ شَيْئاً

اے ربیع! وائے ہو تجھ پر۔ یہ ان باتوں میں سے نہیں ہے جس کے بارے میں گفتگو کی جائے اور اس کا چھپانا اس کے بیان کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور خبر دار اگر یہ بات اولاد فاطمہ علیہا السلام تک پہنچی۔ اگر یہ بات ان تک پہنچی تو ہم پر مزید فخر کریں گے اور ہمارے وہی مفاخر جو ان کے لوگوں میں مشہور اور مخلوق کی زبان پر مذکور رہیں کافی ہیں لیکن میں کوئی راز تم سے نہیں چھپاتا۔

پھر کہنے لگا جو کوئی گھر میں موجود ہے اسے باہر نکال دو اور جب مکان خالی ہو جائے تو میں پاس پلٹ کر آؤ۔ ربیع کہتا ہے جب میں پلٹ کر آیا تو کہنے لگا کہ تیرے اور میرے اور خدا کے علاوہ کوئی اس مکان میں نہیں ہے اب اگر ایک کلمہ بھی اس میں سے جو میں تجھے بتا رہا ہوں میں نے کسی سے سن لیا تو تجھے اور تیری اولاد کو قتل کر دوں گا اور تیرا مال لوٹ لوں گا۔ پھر کہنے لگا:

اے ربیع! جب میں نے انہیں بلوایا تو میں ان کے قتل پر مصر تھا اور سوچا تھا کہ ان کا کوئی عذر قبول نہیں کروں گا اور ان کا زندہ رہنا اگرچہ وہ تلوار کے ساتھ خروج نہ کریں، عبداللہ بن حسن اور دوسرے خروج کرنے والوں سے زیادہ مجھ پر گراں اور سخت ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ انہیں اور ان کے آباؤاجداد کو لوگ امام سمجھتے ہیں اور انہیں واجب الاطاعت جانتے ہیں اور تمام دنیا سے زیادہ عالم زیادہ زاہد پرہیز گار اور زیادہ با اخلاق مانتے ہیں اور بنی امیہ کے زمانہ میں بھی میں ان کے حالات سے باخبر تھا۔ جب میں نے پہلی مرتبہ ان کے قتل کا ارادہ کیا اور بالشت برابر تلوار نیام سے نکالی تو میں نے رسول خدا ﷺ کو اپنے سامنے دیکھا کہ وہ میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ کھلے ہوئے اور آستینیں چڑھی ہوئی تھیں اور آپ ﷺ غضب کے عالم میں میری طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے اس بناء پر تلوار نیام میں ڈال دی اور جب میں نے دوسری مرتبہ ارادہ کیا اور زیادہ تلوار نیام سے نکالی تو میں نے دیکھا کہ دوبارہ حضور ﷺ پہلی دفعہ سے زیادہ میرے قریب کھڑے ہیں اور زیادہ غصے میں ہیں اور اس طرح آپ ﷺ میری طرف دیکھ رہے تھے کہ اگر میں جعفر علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کرتا تو آپ ﷺ مجھے قتل کر دیتے۔ اس لئے میں نے دوبارہ تلوار نیام میں داخل کی اور تیسری دفعہ میں نے جرات کی اور میں نے کہا کہ جنات کے افعال ہوں گے اور ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے اور ساری تلوار میں نے نیام سے نکالی تو اس دفعہ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ میرے سامنے ہیں دامن سمیٹے ہوئے آستینیں اُلٹے ہوئے

اور برہمی کی حالت میں میرے اتنے قریب تھے کہ نزدیک تھا کہ اپنے ہاتھ سے مجھے پکڑ لیں لہذا میں اس ارادہ سے باز آگیا اور ان کی عزت و تکریم کی۔ اس کے بعد منصور نے ایک جملہ کہا:

وَهٰؤُلَاءِ مِنْ بَنِی فَاطِمَةَ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيهَا وَ لَا يَجْهَلُ حَقَّهُمْ إِلَّا جَاهِلٌ لَا حَظَّ لَهُ فِی الشَّرِيعَةِ فَإِيَّاكَ أَنْ يَسْمَعَ هٰذَا مِنْكَ أَحَدٌ

اور یہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد ہیں سوائے جاہل شخص کے کوئی ان کے حق سے غافل نہیں رہ سکتا۔ البتہ خیال رکھنا کہ کوئی بھی یہ باتیں سننے نہ پائے۔

محمد بن ربیع کہتا ہے کہ یہ واقعہ میرے باپ نے مجھ سے بھی منصور کے مرنے کے بعد نقل کیا اور میں نے یہ نقل نہیں کیا مگر مہدی، موسیٰ وہارون اور محمد امین کے قتل ہونے کے بعد۔[1]

نیز سید ابن طاووس نے معتبر سند کے ساتھ صفوان جمّال سے روایت کی ہے کہ محمد اور ابراہیم جو کہ عبد اللہ بن حسن کے بیٹے تھے، ان کے قتل ہو جانے کے بعد اہل مدینہ میں سے ایک شخص منصور کے پاس گیا اور اس سے کہا: جعفر بن محمد علیہما السلام نے اپنے غلام معلی بن خنیس کو بھیجا ہے کہ وہ شیعوں سے مال اور ہتھیار جمع کرے اور وہ خلیفہ پر خروج کا ارادہ رکھتے ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے عبد اللہ کے بیٹے محمد کی مدد بھی انہی جمع شدہ اموال سے کی تھی۔ یہ سن کر منصور اس قدر آگ بگولا ہوا کہ قریب تھا کہ غصہ کے مارے اپنا ہاتھ ہی کھا جائے پس اس نے اپنے چچا داؤد بن علی جو کہ مدینہ کا گورنر تھا، کو لکھا کہ فوراً امام علیہ السلام کو منصور کے پاس بھیج دے۔ داؤد بن علی نے منصور کا خط حضرت علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ کل ہی سفر کے لئے آمادہ ہو جائیں تاخیر کی گنجائش نہیں ہے۔ صفوان کہتا ہے کہ حضرت علیہ السلام نے مجھے بلوایا اور فرمایا کہ ہمارے لئے اونٹ حاضر کرو تا کہ کل عراق کی طرف چلیں اور کھڑے ہو کر

---

۱. مہج الدعوات و منہج العبادات، ص: ۱۹۳-۱۹۸۔

مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لے گئے اور چند رکعت نماز پڑھی اور دست دعا بلند کئے اور دعا پڑھی۔ دوسرے دن میں آپ علیہ السلام کے لئے کچھ اونٹ لے آیا اور آپ علیہ السلام عراق کی طرف روانہ ہو گئے۔ خلیفہ کے محل کے دروازے پر پہنچ کر اجازت چاہی اور اندر تشریف لے گئے۔ منصور پہلے تو آپ علیہ السلام کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آیا لیکن بعد میں عتاب و سرزنش کرنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ معلی آپ علیہ السلام کے لئے اموال اور ہتھیار جمع کر رہا ہے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: معاذ اللہ، یہ مجھ پر افتراء ہے۔ منصور کہنے لگا اللہ کی قسم کھایئے کہ ان تمام چیزوں سے بری ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں۔ منصور نے کہا ایسے نہیں بلکہ طلاق اور عتاق کی قسم (یعنی اپنی زوجہ کی طلاق کی اور اپنے غلاموں کے آزاد ہونے کی قسم) کھائیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں اس پروردگار کی قسم کھاؤں جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اور مجھے کہتا ہے کہ بدعت کی قسمیں کھاؤں؟! منصور کہنے لگا: مجھے فقہ سکھا رہے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میرے علاوہ اور کون ہے جس سے فقہ لی جائے؟ منصور کہنے لگا: چھوڑیئے ان باتوں کو میں ابھی آپ علیہ السلام کو اور اس شخص کو جس نے یہ باتیں کہی ہیں ایک جگہ اکٹھا کرتا ہوں تاکہ وہ آپ علیہ السلام کے سامنے یہ باتیں کہے۔ پھر کسی کو بھیج کر اس بدبخت شخص کو بلایا اور حضرت علیہ السلام کے سامنے اس سے پوچھا۔ وہ کہنے لگا ہاں ایسا ہی ہے اور جو کچھ میں نے کہا ہے وہ صحیح ہے۔ حضرت علیہ السلام نے اس سے فرمایا: قسم کھاؤ گے؟ وہ کہنے لگا ہاں کیوں نہیں پھر اس نے اس طرح قسم کھائی:

وَ اللهِ الَّذِی لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الطَّالِبُ الْغَالِبُ الْحَیُّ الْقَیُّوم اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو غالب آنے والا اور ہمیشہ سے زندہ اور قیوم ہے۔

حضرت علیہ السلام نے فرمایا: قسم کھانے میں جلدی نہ کر جس طرح میں کہوں اس طرح قسم کھا۔ منصور نے کہا جو قسم اس نے کھائی ہے اس میں کیا نقص ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم صاحب حیا اور کریم ہے اور اسے شرم آتی ہے کہ کسی ایسے بندے پر عذاب دینے میں جلدی کرے جو اس کی مدح و ثناء کے ساتھ اس کی قسم کھائے۔ پس آپ علیہ السلام نے فرمایا: کہو

أَبْرَأُ إِلَى اللهِ مِنْ حَوْلِهِ وَ قُوَّتِهِ وَ أَلْجَأُ إِلَى حَوْلِي وَ قُوَّتِي إِنِّي لَصَادِقٌ بَرٌّ فِي مَا أَقُولُ

میں خدا کی قوت و طاقت سے بیزار ہو کر اپنی قوت اور طاقت میں داخل ہو جاؤں کہ میں نے جو کچھ کہا اس میں سچا اور نیکوکار ہوں۔

جیسے ہی اس شخص نے یہ قسم کھانا شروع کی اس کا کلام ابھی ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ جزام میں مبتلا ہو کر زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ منصور یہ حال دیکھ کر ڈر گیا اور کانپنے لگا اور امام علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ سِرْ مِنْ غَدٍ إِلَى حَرَمِ جَدِّكَ إِنِ اخْتَرْتَ ذَلِكَ وَ إِنِ اخْتَرْتَ الْمُقَامَ عِنْدَنَا لَمْ نَأْلُ فِي إِكْرَامِكَ وَ بِرِّكَ فَوَ اللهِ لَا قَبِلْتُ عَلَيْكَ قَوْلَ أَحَدٍ بَعْدَهَا أَبَدًا

اے ابا عبد اللہ علیہ السلام! کل ہی اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم تشریف لے جایئے اور اگر آپ علیہ السلام چاہیں تو ہمارے ہاں مہمان رہیئے اور ہم آپ علیہ السلام کے اکرام اور احترام میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ اللہ کی قسم آج کے بعد آپ علیہ السلام کے متعلق کسی کی بات پر کان نہیں دھروں گا۔[1]

سید ابن طاؤس رحمہ اللہ ہی روایت کرتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ اسکندری کہتا ہے کہ میں ابو جعفر دوانیقی کا قریبی دوست اور محرم راز تھا۔ ایک دن میں اس کے پاس گیا تو اسے بہت مغموم پایا۔ وہ آہیں بھرتا اور اندوہناک تھا۔ میں نے کہا اے امیر! یہ کیسا غور و فکر ہے؟ کہنے لگا کہ میں نے اولاد فاطمہ علیہا السلام میں سے سو

---

۱. مھج الدعوات و منہج العبادات، ص:۱۹۸-۲۰۱.

آدمی قتل کئے ہیں لیکن ابھی بھی ان کا سید و سردار اور ان کا امام باقی ہے جس کے متعلق کوئی چارہ نہیں سوجھتا۔ میں نے کہا وہ کون ہے؟ کہنے لگا جعفر بن محمد صادق علیہما السلام۔ میں نے کہا

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُ رَجُلٌ شَغَلَتْهُ الْعِبَادَةُ عَنْ طَلَبِ الْمُلْكِ وَ الْخِلَافَةِ

اے امیر! وہ ایسا شخص ہے کہ جسے عبادت کی کثرت نے ملک و خلافت کی طلب سے غافل کر دیا ہے۔

یہ سن کہ منصور کہنے لگا: میں جانتا ہوں کہ تو اس کی امامت کا اعتقاد رکھتا ہے لیکن ملک و سلطنت عقیم (بانجھ) ہوتی ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ آج شام نہیں کروں گا مگر یہ کہ ان علیہ السلام کے شر سے اپنے آپ کو دور کر کے رہوں گا۔

راوی کہتا ہے کہ جب میں نے اس سے یہ بات سنی تو زمین میرے لئے تنگ ہو گئی اور میں بہت غمگین ہوا۔ پھر اس نے جلاد کو بلایا اور کہا کہ جب میں ابو عبد اللہ علیہ السلام کو بلاؤں اور انہیں باتوں میں مشغول رکھوں اور اپنے سر سے ٹوپی اتار کر زمین پر رکھ دوں تو ان کی گردن اڑا دینا اور یہ میرے اور تمہارے درمیان علامت ہو گی۔ پھر منصور نے اسی وقت کسی کو بھیجا اور حضرت علیہ السلام کو بلوایا۔ جب حضرت علیہ السلام قصر میں داخل ہوئے تو میں نے دیکھا حضرت علیہ السلام اپنے لبِ مبارک کو حرکت دے رہے ہیں اور کچھ پڑھ رہے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ خلیفہ کا قصر اس طرح ہل رہا تھا جس طرح کوئی کشتی ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریا میں ڈول رہی ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ منصور جلدی سے اٹھا اور سر و پا برہنہ حضرت علیہ السلام کے استقبال کو دوڑا اور اس کے بدن کے جوڑ ہل رہے تھے اور دانت خوف کے مارے بج رہے تھے اور کبھی سرخ اور کبھی زرد ہو رہا تھا۔ اس نے حضرت علیہ السلام کو بہت عزت و احترام کے ساتھ اپنے تخت شاہی پر بٹھایا اور دو زانو ہو کر آپ علیہ السلام کی خدمت میں ایسے بیٹھ گیا جس طرح غلام آقا کے سامنے بیٹھتا ہے اور کہنے لگا: اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس وقت تشریف کیوں لائے؟ فرمایا: تو نے مجھے بلایا تو میں حاضر ہو

گیا۔ کہنے لگا میں نے تو آپ علیہ السلام کو نہیں بلایا۔ قاصد سے غلطی ہوئی ہے۔ اب جو تشریف لائے ہیں تو جو حاجت ہو طلب کیجئے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: میری حاجت یہ ہے کہ ضرورت کے بغیر مجھے نہ بلایا کرو۔ وہ کہنے لگا ایسا ہی ہوگا اور حضرت علیہ السلام اُٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔

راوی کہتا ہے میں نے خدا کی بہت حمد و ثنا کی کہ آپ علیہ السلام کو منصور سے کوئی اذیت نہیں پہنچی۔ حضرت علیہ السلام کے جانے کے بعد منصور نے لحاف منگوایا اور سو گیا اور آدھی رات تک بیدار نہیں ہوا اور جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ میں اس کے پاس بیٹھا ہوں۔ کہنے لگا باہر نہ جانا جب تک میں اپنی نمازیں ادا نہ کر لوں اور تجھ سے واقعہ بیان نہ کر لوں۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو کہنے لگا جب میں نے حضرت صادق علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے بلایا اور وہ قصر میں داخل ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا اژدہا ظاہر ہوا اور اس نے اپنا منہ کھول دیا اور اس نے اپنا اوپر والا جبڑا قصر کے اوپر والے حصے پر اور نیچے والا جبڑا قصر کے نیچے رکھا اور اپنی دم قصر کے گرد ڈالی اور فصیح زبان میں مجھ سے کہا کہ اگر حضرت علیہ السلام کی نسبت کسی برائی کا ارادہ کیا تو تجھے اور تیرے مکان و قصر کو نگل جاؤں گا۔ اس وجہ سے میری عقل پریشان ہوگئی اور میرا بدن کانپنے لگا اس حد تک کہ میرے دانت بجنے لگے۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا:

لَيۡسَ هٰذَا بِعَجِيبٍ فَإِنَّ أَبَا عَبۡدِ اللهِ عَلَيۡهِ السَّلَامُ وَارِثُ عِلۡمِ النَّبِيِّ وَ جَدُّهُ أَمِيرُ الۡمُؤۡمِنِينَ عَلِيُّ بۡنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيۡهِ السَّلَامُ وَ عِنۡدَهُ مِنَ الۡأَسۡمَاءِ وَ الدَّعَوَاتِ الَّتِي لَوۡ قَرَأَهَا عَلَى اللَّيۡلِ الۡمُظۡلِمِ لَأَنَارَ وَ عَلَى النَّهَارِ الۡمُضِيءِ لَأَظۡلَمَ

حضرت علیہ السلام سے یہ چیزیں عجیب نہیں کیونکہ آپ علیہ السلام علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں اور آپ علیہ السلام کے جد امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں اور آپ علیہ السلام کے پاس وہ اسماء اور دعائیں ہیں کہ اگر تاریک رات پر پڑھیں تو دن ہو جائے اور روشن دن پر پڑھیں تو وہ تاریک رات ہو جائے۔

پس چند دنوں کے بعد میں نے منصور سے اجازت چاہی کہ حضرت علیہ السلام کی زیارت کے لئے جاؤں تو اس نے مجھے اجازت دے دی اور انکار نہیں کیا۔ جب میں آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس دعا کی استدعا کی جو آپ علیہ السلام نے منصور کے قصر میں داخل ہوتے وقت پڑھی تھی کہ مجھے تعلیم دیں اور حضرت علیہ السلام نے میری التماس کو قبول فرمایا۔[1]

## چھٹی فصل: امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ماہ شوال ۱۴۸ھ میں ان زہر آلود انگوروں کی وجہ سے شہادت پائی جو منصور نے حضرت علیہ السلام کو کھلائے تھے اور شہادت کے وقت آپ علیہ السلام کا سن مبارک پینسٹھ سال تھا اور کتب معتبرہ میں یہ تعین نہیں کہ ماہ شوال کی کون سی تاریخ تھی البتہ کتابِ جنات الخلود کے مؤلف جو کہ اس علم میں ماہر اور متخصص ہیں، نے ماہ شوال کی پچیس تاریخ کہی ہے اور ایک قول ہے کہ پیر کے دن پندرہ رجب کو وفات پائی۔[2]

مشکوۃ الانوار میں ہے کہ آپ علیہ السلام کے مرض الموت کی حالت میں ایک صحابی آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے دیکھا کہ حضرت علیہ السلام اتنے لاغر ہو گئے ہیں گویا سوائے آپ علیہ السلام کے سر نازنین کے کچھ باقی ہی نہیں رہا تو وہ شخص رونے لگا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں کیسے گریہ نہ کروں جب کہ آپ علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ایسا نہ کرو کیونکہ

---

۱ . مھج الدعوات و منھج العبادات، ص:۱۸-۱۹.

۲ . بحار الأنوار (ط- بیروت)، ج ۴۷، ص:۱.

إِنَّ اللهَ لَا يَقْضِي لَهُ بِقَضَاءٍ إِلَّا كَانَ خَيْراً لَهُ إِنْ أَغْنَاهُ كَانَ خَيْراً لَهُ وَإِنِ ابْتَلَاهُ كَانَ خَيْراً لَهُ۔ وَإِنْ مَلَّكَهُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ كَانَ خَيْراً لَهُ وَإِنْ قُرِّضَ بالمقارض [بِالْمَقَارِيضِ] كَانَ خَيْراً لَهُ وَفِي قَضَاءِ اللهِ لِلْمُؤْمِنِ كُلُّ خَيْرٍ.

اللہ مومن کے حق میں کوئی فیصلہ نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے اور اسی میں اس کے لئے خیر و بھلائی ہوتی ہے پس اگر اسے بے نیاز کردے تو اس کے لئے بہتر اور اگر اسے کسی بلا اور مصیبت میں مبتلا کرے تو اس میں بھی اسی کی بھلائی ہوتی ہے اور اسے مشرق سے مغرب کے درمیان جو کچھ ہے ان سب کا مالک بنادے تو اس کے لئے بہتر اور اگر اس کے اعضاء و جوارح قینچی سے کاٹ دیئے جائیں تب بھی اس کے لئے بہتر ہے اور مومن کے لئے اللہ کی ہر قضا میں اسی کی بہتری ہے۔[1]

شیخ طوسیؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی کنیز سالمہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہیں: میں آپ علیہ السلام کے احتضار کے وقت آپ علیہ السلام کے پاس تھی جبکہ آپ علیہ السلام پر غشی کی کیفیت طاری تھی۔ جب آپ علیہ السلام کو غشی سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ حسن بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام افطس کو ستر اشرافیاں دے دو۔ سالمہ کہتی ہیں میں نے عرض کی:

أَتُعْطِي رَجُلاً حَمَلَ عَلَيْكَ بِالشَّفْرَةِ

کیا آپ علیہ السلام ایسے شخص کو عطا فرمارہے ہیں کہ جس نے چھری کے ساتھ آپ علیہ السلام پر حملہ کیا اور وہ چاہتا تھا کہ آپ علیہ السلام کو قتل کردے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

وَيْحَكِ أَمَا تَقْرَءِينَ الْقُرْآنَ قُلْتُ بَلَى قَالَ أَمَا سَمِعْتِ قَوْلَ اللهِ تَعَالَى وَ الَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ.

---

۱ . مشكاة الأنوار في غرر الأخبار، النص، ص: ۳۰۲.

وائے ہو تجھ پر کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا؟ کنیز نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: کیا تو نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا: اور وہ لوگ ان لوگوں سے رشتہ قائم رکھتے ہیں کہ جن سے اللہ نے رشتہ نبھانے کا حکم دیا ہے۔ اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔[1] پھر فرمایا:

نَعَمْ، يَا سَالِمَةُ إِنَ اللهَ خَلَقَ الْجَنَّةَ وَ طَيَّبَهَا، وَ طَيَّبَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَتُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَلْفَيْ عَامٍ، وَ لَا يَجِدُ رِيحَهَا عَاقٌّ، وَ لَا قَاطِعُ رَحِمٍ.

اے سالمہ خداوند عالم نے بہشت کو خلق کیا اور اسے خوشبودار بنایا اور اس کی خوشبو کو پاکیزہ کیا اور بیشک اس کی خوشبو دو ہزار سال کے فاصلہ سے سونگھی جا سکتی ہے لیکن اس کی خوشبو ماں باپ کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا نہیں سونگھ سکے گا۔[2]

شیخ کلینیؒ نے امام موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ

إِنِّي كَفَّنْتُ أَبِي فِي ثَوْبَيْنِ شَطَوِيَّيْنِ كَانَ يُحْرِمُ فِيهِمَا وَفِي قَمِيصٍ مِنْ قُمُصِهِ وَعِمَامَةٍ كَانَتْ لِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَفِي بُرْدٍ اشْتَرَيْتُهُ بِأَرْبَعِينَ دِينَاراً لَوْ كَانَ الْيَوْمَ لَسَاوَى أَرْبَعَمِائَةِ دِينَارٍ.

میں نے اپنے والد گرامی کو دو مصری پارچوں میں کفن دیا کہ جن میں آپ علیہ السلام احرام باندھتے تھے اور آپ علیہ السلام کے پیراہنوں میں سے ایک پیراہن میں اور اس عمامہ میں جو امام زین العابدین علیہ السلام سے آپ علیہ السلام کو ملا تھا اور ایک یمنی چادر میں کہ جو آپ علیہ السلام نے چالیس دینار میں خریدی تھی جو اگر آج ہوتی تو چار سو دینار کی تھی۔[3]

---

۱۔ تهذیب الأحکام (تحقیق خرسان)، ج۹، ص: ۲۴۶۔ (شیخ طوسیؒ نے روایت یہاں تک نقل کی ہے جبکہ مکمل روایت یعقوب کلینیؒ نے کافی میں نقل فرمائی ہے)

۲۔ الکافي (ط-دارالحدیث)، ج۱۳، ص: ۴۶۳۔

۳۔ الکافي (ط-الإسلامیة)، ج۳، ص: ۱۴۹۔

نیز شیخ صدوقؒ نے ابو بصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ام حمیدہ کنیز حضرت امام صادق علیہ السلام، کی خدمت میں امام علیہ السلام کی تعزیت کے لئے گیا تو وہ مخدرہ رونے لگیں اور میں بھی ان کے رونے سے رونے لگا۔ اس کے بعد فرمایا: اے ابو محمد! اگر تو حضرت علیہ السلام کو موت کے وقت دیکھتا تو تجھے ایک امر عجیب نظر آتا۔ (اور وہ یہ کہ) آپ علیہ السلام نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: ہر اس شخص کو جمع کرو جس کی مجھ سے قرابت ہے (میرے رشتہ داروں کو)۔ ام حمیدہ کہتی ہیں کہ ہم نے امام علیہ السلام کے رشتہ داروں میں سے کسی کو نہیں چھوڑا مگر اس کو امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا پس امام علیہ السلام نے ان کی جانب نگاہ کی اور فرمایا:

إِنَّ شَفَاعَتَنَا لَا تَنَالُ مُسْتَخِفّاً بِالصَّلَاةِ.

بے شک ہماری شفاعت اس شخص کو نہیں پہنچے گی جو نماز کو حقیر اور بے وقعت سمجھتا ہو۔[1]

عیسیٰ بن دأب سے روایت ہے کہ جب حضرت صادق علیہ السلام کے جسم نازنین کو چارپائی پر رکھا گیا اور انہیں بقیع کی طرف دفن کرنے کے لئے لے چلے تو ابو ہریرہ عجلی نے جو علی الاعلان اہل بیت علیہم السلام کے شعراء میں شمار ہوتا تھا یہ اشعار کہے:

أَقُولُ وَقَدْ رَاحُوا بِهِ يَحْمِلُونَهُ | عَلَى كَاهِلٍ مِنْ حَامِلِيهِ وَعَاتِقِ

أَتَدْرُونَ مَاذَا تَحْمِلُونَ إِلَى الثَّرَى | ثَبِيراً ثَوَى مِنْ رَأْسِ عَلْيَاءَ شَاهِقِ

غَدَاةَ حَثَى الْحَاثُونَ فَوْقَ ضَرِيحِهِ | تُرَاباً وَأَوْلَى كَانَ فَوْقَ الْمَفَارِقِ

ترجمہ: ”میں نے کہا جب وہ اسے کندھوں پر اٹھا کر لے جا رہے تھے تم جانتے بھی ہو کہ کسے قبر کی طرف لے جا رہے ہو؟! وہ ثبیر (مکہ اور عرفہ کے درمیان بڑا پہاڑ) ہے جو بلندی سے گرا ہے کہ صبح کے وقت مٹی ڈالنے والے اس کی قبر پر مٹی ڈال رہے تھے حالانکہ وہ مٹی سروں پر ڈالنے کے زیادہ لائق تھی“۔[2]

---

۱. ثواب الأعمال وعقاب الأعمال، النص، ص:۲۲۸.

۲. مقتضب الأثر في النص على الأئمة الإثني عشر، المتن، ص:۵۲.

روایت ہوئی ہے کہ ایک شخص ابو جعفر نامی جو کہ اہل خراسان کا قاصد تھا اہل خراسان سے کچھ لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور اس سے خواہش کی کہ کچھ مال و متاع اور کچھ سوالات اور مشورے درکار ہیں جنہیں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دے ان کے بارے میں جوابات لے آئے اور مال، امام علیہ السلام کے حوالے کر دے۔ ابو جعفر وہ مال اور سوالات لے کر چلا۔ جب کوفہ میں داخل ہوا تو اس نے وہاں قیام کیا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لئے گیا۔ اس نے دیکھا کہ قبر کے ایک طرف ایک بزرگ بیٹھے ہیں اور ایک گروہ نے انہیں حلقے میں لیا ہوا ہے۔ جب وہ زیارت سے فارغ ہوا تو اس نے چاہا کہ جا کر دیکھے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ اس نے دیکھا کہ وہ فقہائے شیعہ ہیں اور اس بزرگ سے فقہ کے مسائل سن رہے ہیں۔ ان لوگوں سے اس نے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ابو حمزہ ثمالی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ اسی اثناء میں ایک اعرابی داخل ہوا اور کہنے لگا میں مدینہ سے آرہا ہوں اور جعفر بن محمد علیہما السلام وفات پا چکے ہیں۔ یہ سنتے ہی ابو حمزہ ثمالی کی چیخ نکل گئی اور انہوں نے (غم کے مارے) اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے۔ پھر اعرابی سے پوچھا کہ کیا تو نے سنا ہے کہ امام علیہ السلام نے کس کو اپنا وصی مقرر کیا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹے عبد اللہ اور دوسرے بیٹے موسیٰ کاظم علیہ السلام اور خلیفہ منصور کو وصی قرار دیا ہے۔ یہ سن کر ابو حمزہ کہنے لگے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَمْ یُضِلَّنَا دَلَّ عَلَی الصَّغِیرِ وَ مَنَّ عَلَی الْکَبِیرِ وَ سَتَرَ الْأَمْرَ الْعَظِیم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں کہ جس نے ہمیں گمراہ نہیں کیا۔ چھوٹے پر راہنمائی کی اور بڑے پر احسان کیا اور ایک عظیم امر کو پردہ میں رکھا۔

یہ کہہ کر فوراً امیر المومنین علیہ السلام کی قبر کی طرف لپکے اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے اور ہم بھی نماز پڑھنے لگے۔ پھر ابو جعفر کہتا ہے کہ میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ یہ چند فقرے جو آپ نے کہے ہیں

میرے لئے ان کی تشریح کیجئے۔ ابو حمزہ نے اس کی تشریح کی جس کا ماحصل یہ ہے کہ منصور کو وصی قرار دینا ظاہر ہے کہ تقیہ کے طور پر ہے تاکہ آپ علیہ السلام کے وصی کو قتل نہ کرے اور چھوٹے بیٹے کا ذکر جو کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں بڑے کے ساتھ جو کہ عبداللہ ہیں اس لئے ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عبداللہ امامت کے قابل نہیں کیونکہ بڑا بیٹا اگر بدن اور دین میں ناقص نہ ہو تو اس کو امام ہونا چاہیے لیکن عبداللہ بدن کے لحاظ سے فیل پا (ہاتھی جیسے پاؤں) ہے اور اس کا دین بھی ناقص ہے اور وہ احکام شریعت سے جاہل ہے۔ ورنہ اگر اس میں کوئی نقص نہ ہو تو اسی پر اکتفا کرتے پس یہاں سے میں سمجھا ہوں کہ آپ علیہ السلام کے بعد امام برحق امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں اور باقیوں کا تذکرہ مصلحتاً فرمایا ہے۔[1]

شیخ کلینیؒ و شیخ طوسیؒ اور ابن شہر آشوب نے ابو ایوب جوزی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ ایک رات منصور دوانیقی نے مجھے بلایا۔ جب اس کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ کرسی پر بیٹھا ہے اور اس کے سامنے شمع رکھی ہوئی ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک خط ہے اور وہ اسے پڑھ رہا ہے۔ جب میں نے سلام کیا تو اس نے وہ خط میری طرف پھینکا اور رونے لگا اور کہنے لگا یہ محمد بن سلیمان کا خط ہے اور اس نے جعفر بن محمد علیہما السلام کی وفات کی خبر لکھی ہے پس اس نے تین مرتبہ کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اور کہنے لگا جعفر علیہ السلام جیسا شخص کہاں مل سکتا ہے اور پھر کہنے لگا اس کو لکھو کہ اگر انہوں نے کسی ایک شخص کو خصوصی طور پر اپنا وصی قرار دیا ہے تو اسے بلا کر قتل کر دو۔ چند دنوں کے بعد خط کا جواب آیا کہ انہوں نے پانچ افراد کو اپنا وصی قرار دیا ہے۔ (۱) خلیفہ منصور (۲) محمد بن سلیمان والی مدینہ (۳) (۴) اپنے دو بیٹوں عبداللہ و موسیٰ علیہ السلام اور (۵) موسیٰ علیہ السلام کی والدہ حمیدہ کو۔ جب منصور نے خط پڑھا تو کہنے لگا ان افراد کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔[2]

---

۱. الخرائج والجرائح، ج۱، ص:۳۲۸.

۲. الكافي (ط-الإسلامية)، ج۱، ص:۳۱۰.

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیہ السلام کو علم امامت سے معلوم تھا کہ منصور ایسا ارادہ کرے گا لہذا آپ علیہ السلام نے اس جماعت کو وصیت میں شریک قرار دیا اور پہلے منصور ہی کا نام لکھا اور باطنی طور پر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو وصیت کے ساتھ مخصوص کیا اور اسی وصیت سے اہل علم جانتے تھے کہ وصایت و امامت حضرت علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ ابو حمزہ کی روایت سے جو گزر گئی ہے معلوم ہو چکا ہے۔[1]

## ساتویں فصل: امام جعفر صادق علیہ السلام کی اولاد کا تذکرہ

شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی دس اولادیں تھی۔ جن میں سے اسماعیل، عبد اللہ، اور ام فروہ ان تینوں کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام تھیں اور موسیٰ کاظم علیہ السلام، اسحاق اور محمد کی والدہ ایک کنیز تھیں۔ عباس، علی، اسماء اور فاطمہ یہ مختلف کنیزوں سے تھے۔

### ۱۔ اسماعیل بن جعفر علیہ السلام

اسماعیل تمام بھائیوں میں سب سے بڑے تھے اور امام صادق علیہ السلام ان سے بہت محبت اور شفقت و مہربانی فرماتے تھے۔ شیعوں کے ایک گروہ کا خیال تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد اسماعیل ہی امر خلافت و امامت پر فائز ہیں چونکہ وہ حضرت علیہ السلام کے بڑے بیٹے ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی ان سے محبت واحترام بھی بہت زیادہ تھا۔ لیکن چھٹے امام علیہ السلام کی حیات میں ہی مدینہ کی ایک بستی جسے عریض کہا جاتا

---

۱۔ مرآۃ العقول فی شرح أخبار آل الرسول، ج۳، ص:۳۳۸.

ہے، وہاں اسماعیل اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ لوگ کندھوں پر اٹھا کر ان کا جنازہ مدینہ میں لے آئے اور انہیں بقیع میں دفن کر دیا گیا۔

شیخ مفیدؒ مزید فرماتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے جناب اسماعیل کی موت پر شدت کے ساتھ گریہ و زاری فرمائی اور بڑے دکھ اور غم کا اظہار کیا اور بغیر جوتے اور ردا کے اسماعیل کے جنازہ کے آگے آگے جا رہے تھے اور چند دفعہ حکم دیا کہ ان کی چارپائی زمین پر رکھ دو اور بار بار میت کے قریب جا کر اس کا چہرہ کھول کر اس کی طرف دیکھتے تھے۔ اس کام سے آپ علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ اسماعیل کی وفات کا معاملہ سب لوگوں پر واضح ہو جائے اور ان لوگوں کا شبہ دور ہو جائے جو اسماعیل کی حیات اور باپ کے بعد اس کی خلافت کے قائل ہیں۔[1]

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس مضمون کی بہت سی احادیث ہیں جیسا کہ شیخ صدوقؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے سعید بن عبد اللہ اعرج سے فرمایا:

لَمَّا مَاتَ إِسْمَاعِيلُ أَمَرْتُ بِهِ وَ هُوَ مُسَجًّى أَنْ يُكْشَفَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَبَّلْتُ جَبْهَتَهُ وَ ذَقَنَهُ وَ نَحْرَهُ ثُمَّ أَمَرْتُ بِهِ فَغُطِّيَ ثُمَّ قُلْتُ اكْشِفُوا عَنْهُ فَقَبَّلْتُ أَيْضاً جَبْهَتَهُ وَ ذَقَنَهُ وَ نَحْرَهُ ثُمَّ أَمَرْتُهُمْ فَغَطَّوْهُ ثُمَّ أَمَرْتُ بِهِ فَغُسِّلَ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَ قَدْ كُفِّنَ فَقُلْتُ اكْشِفُوا عَنْ وَجْهِهِ فَقَبَّلْتُ جَبْهَتَهُ وَ ذَقَنَهُ وَ نَحْرَهُ وَ عَوَّذْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ دَرِّجُوهُ فَقُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ عَوَّذْتَهُ قَالَ بِالْقُرْآنِ.

جب اسماعیل کی وفات ہوئی تو میں نے کہا کہ اس کے چہرہ پر سے کپڑا ہٹاؤ۔ جب اس کا چہرہ کھول دیا گیا تو میں نے اس کی پیشانی ٹھوڑی اور گلے پر بوسہ دیا۔ پھر کہا کہ اس کا منہ چھپا دو۔ دوبارہ میں نے اس کے چہرہ سے کپڑا ہٹوایا اور اس کی پیشانی ٹھوڑی اور گلے کو بوسہ دیا۔ پھر میرے کہنے سے اسے ڈھانپ دیا گیا اور

---

۱. الإرشاد في معرفة حجج الله على العباد، ج۲، ص:۲۰۹.

غسل دیا گیا۔ جب غسل دینے سے فارغ ہوئے تو میں اس کے قریب گیا میں نے دیکھا کہ اسے کفن دیا جا چکا ہے۔ میں نے کہا اس کا چہرہ کفن سے باہر نکالو۔ پھر میں نے اس کی پیشانی ٹھوڑی اور گلے کا بوسہ دیا اور اسے تعویذ کیا۔ پھر میں نے کہا اسے کفن میں چھپا دو۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا کہ کس چیز سے اسے تعویذ کیا گیا؟ فرمایا: قرآن سے۔[1]

اور روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے جناب اسماعیل کے کفن کے اطراف میں لکھا: إِسْمَاعِيلُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. اسماعیل گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔[2]

اسی طرح ایک روایت میں نقل ہوا کہ آپ علیہ السلام نے اپنے ایک شیعہ کو بلایا اور اسے تیس دینار دیئے اور کہا کہ اسماعیل کی نیابت میں حج انجام دو اور تمام مناسک حج کو انجام دو اور جب تم یہ کام کر لو گے تو تمہارے لئے ثواب کے نو جز ہوں گے اور اسماعیل کے لئے ایک جز۔[3]

المختصر یہ کہ شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ جب اسماعیل کی وفات ہوئی تو جن لوگوں کا اعتقاد یہ تھا کہ باپ کی وفات کے بعد اسماعیل امام ہوں گے وہ اس عقیدہ سے منحرف ہو گئے سوائے شاذ و نادر لوگوں کے جو دور دور رہتے تھے اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے خواص اور روایات نقل کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ وہ اس عقیدہ پر باقی رہے اور اسماعیل کی حیات کے قائل ہوئے اور جب امام علیہ السلام نے شہادت پائی تو کچھ لوگ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت کے قائل ہوئے اور باقی دو فرقوں میں بٹ گئے ایک فرقہ یہ کہنے لگا کہ اسماعیل امام تھے اور ان کے بعد امامت ان کے بیٹے محمد بن اسماعیل کی طرف منتقل ہوئی ہے اور

---

١ . کمال الدین و تمام النعمۃ، ج١، ص:٧١.

٢ . کمال الدین و تمام النعمۃ، ج١، ص:٧٢.

٣ . من لایحضرہ الفقیہ، ج٢، ص:٤٢٦.

امامت، اسماعیل کے بعد آخری زمانے تک اسماعیل کی نسل میں ہے۔ دوسرا گروہ کہنے لگا کہ اسماعیل زندہ ہے اور یہ بہت تھوڑے لوگ ہیں جن کا گمان یہ ہے۔[1]

## ۲۔ عبد اللہ بن جعفر علیہ السلام

عبد اللہ بن جعفر علیہ السلام، اسماعیل کے بعد اپنے سب بھائیوں سے بڑا تھا اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے نزدیک اس کی کوئی خاص قدر و منزلت نہیں تھی اور اعتقاد میں بھی اپنے والد بزرگوار کی مخالفت کے ساتھ متہم تھا اور کہا گیا ہے کہ حشویہ مذہب[2] کے لوگوں سے میل جول رکھتا تھا اور مرجئہ مذہب[3] کی طرف مائل تھا اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات کے بعد اس نے ادعاء امامت کیا اور امامت پر اس کی دلیل عمر میں بڑا ہونا تھا۔ اسی لئے امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب کی ایک جماعت نے پہلے اس کا اتباع کیا اور جب اس کا امتحان لیا تو اس سے دستبردار ہو گئے اور اس کے بھائی امام موسی کاظم علیہ السلام کی امامت کی طرف رجوع کیا چونکہ بہت سے براہین و دلائل واضحہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دیکھ چکے تھے۔ البتہ کچھ

---

۱۔ الإرشاد في معرفة حجج الله على العباد، ج ۲، ص: ۲۱۰.

۲۔ حشویہ اہل سنت کے فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے جو ہر روایت پر عمل کرنے کو لازم سمجھتے تھے چاہے وہ روایت قرآن اور عقل کے مخالف ہی کیوں نہ ہو اور چاہے کسی دوسری روایت سے ٹکراتی ہی کیوں نہ ہو اور اسی طرح ظاہر قرآن پر عمل کرنے کو واجب سمجھتے تھے اگرچہ دلیل قطعی اس ظاہر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ یہ لوگ حسن بصری کی مجلس درس میں شرکت کرتے تھے اور اس پر اشکال کرتے تھے حسن بصری ان لوگوں کو ایک طرف (حاشیہ مجلس) میں بٹھا دیتا تھا اس وجہ سے انہیں حشویہ کہا جاتا ہے۔

۳۔ مرجئہ وہ فرقہ ہے جو خوارج کے مقابل اس بات کا قائل ہے کہ گناہ انسان کے ایمان پر اثر انداز نہیں ہوتے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا بلکہ اس کا معاملہ اللہ پر ہے اور وہ اسے دوزخ سے نکال لے گا۔ اور اسی طرح اس فرقہ کے عقائد میں سے ایک عقیدہ امام علی علیہ السلام کو خلافت میں پہلے مرتبہ سے چوتھے مرتبہ پر لانا ہے اسی وجہ سے انہیں مرجئہ یعنی تاخیر ڈالنے والے کہا جاتا ہے۔

MI Traders
LOOKING FOR NEW TYRES?
NOW AT YOUR DOORSTEP
JUST A CALL AWAY
CALL NOW!
+92 335 648 648 5
MITMIT
MITRADERSTIRE

MAZ
Automobile
Need a Car ?
Lets find a Perfect one for you
mazgroup14@gmail.com
Deals in New & Used Cars
CALL NOW!
+92 322 8228411

EAT QUALITY

# MFC

MEHBOOB FOOD CENTRE
CATERING & KITCHEN SERVICES

20 سالوں سے اپنے لذیذ کھانوں سے دلوں پر چھا جانے والا

# محبوب فوڈ سینٹر

## اپنی تقریبات اور دسترخوانوں کی ذمہ داری ہمیں دیں

رجب، شعبان، رمضان
ہر ماہ کی مناسبت سے پکوان

ہر روز نت نئے پکوان
خاص ایام میں پکوان کے لیے ہماری کیٹرنگ سروس موجود ہے

G-1 Mannan Manzil Opposite
Taj Petrol Pump Soldier Bazar
# 2 Karachi, Sindh, Pakistan

mehboob_food
MFCEATQUALITY

For Delivery, Takeaway Or
Reservation Please Call
02132239834 | 02132250409
03009217766 | 03333897493

تھوڑے سے لوگ اس اعتقاد پر باقی رہے اور امامت عبد اللہ کو اختیار کیا جنہیں فطحیہ کہتے ہیں اور یہ لقب انہیں اس لئے ملا چونکہ وہ عبد اللہ کی امامت کے قائل تھے اور عبد اللہ کا پاؤں ہاتھی کی طرح تھا (جسے عربی میں أَفْطَحُ الرِّجْلِ کہا جاتا ہے) بعض کہتے ہیں کہ انہیں فطحیہ اس لئے کہتے ہیں چونکہ انہیں عبد اللہ کو امامت کی طرف بلانے والے شخص کا نام عبد اللہ بن فطیح تھا۔

قطب راوندی نے مفضل بن عمر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صادق علیہ السلام کی وفات ہوئی تو آپ علیہ السلام کے بیٹے عبد اللہ افطح نے امامت کا دعویٰ کیا۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے حکم دیا کہ گھر میں بہت سی لکڑیاں لا کر گھر کے وسط میں رکھی جائیں اور کسی کو عبد اللہ کے پاس بھیجا کہ اسے بلا لائے۔ جس وقت عبد اللہ آپ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوئے، اہل امامیہ کے نامور افراد وہاں موجود تھے۔ جب عبد اللہ آ کر بیٹھ گیا تو امام علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان لکڑیوں میں آگ لگا دی جائے۔ لکڑیاں جلنے لگیں اور لوگوں کو اس کا سبب معلوم نہیں تھا۔ یہاں تک کہ تمام لکڑیاں جلتے ہوئے انگاروں میں تبدیل ہو گئیں۔ پس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اُٹھے اور لباس سمیت جا کر ان انگاروں کے درمیان بیٹھ گئے اور لوگوں کی طرف رخ کر کے ایک ساعت تک باتیں کرتے رہے اور پھر کھڑے ہو گئے اور اپنے کپڑے جھاڑ کر اپنی جگہ واپس آ گئے اور اپنے بھائی عبد اللہ سے فرمایا:

إِنْ كُنْتَ تَزْعُمُ أَنَّكَ الْإِمَامُ بَعْدَ أَبِيكَ فَاجْلِسْ فِي ذَٰلِكَ الْمَجْلِس

اگر تم اپنے والد کے بعد امام ہو تو جا کر اسی جگہ آگ میں بیٹھ جاؤ جہاں میں بیٹھا تھا۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ عبد اللہ کا رنگ اڑ گیا اور کھڑا ہو گیا جبکہ اس کی عباء زمین پر کھنچتی جا رہی تھی اور وہ حضرت علیہ السلام کے گھر سے باہر چلا گیا۔[1]

عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت کے بعد ستر دن زندہ رہ کر وفات پا گیا۔ روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے فرمایا:

---

۱. الخرائج والجرائح، ج۱، ص:۳۰۹.

يَا بُنَيَّ إِنَّ أَخَاكَ سَيَجْلِسُ مَجْلِسِي وَيَدَّعِي الْإِمَامَةَ بَعْدِي فَلَا تُنَازِعْهُ بِكَلِمَةٍ فَإِنَّهُ أَوَّلُ أَهْلِي لُحُوقاً بِي.

اے میرے عزیز بیٹے! عنقریب تمہارا بھائی میری جگہ پر بیٹھے گا اور میرے بعد امامت کا دعویٰ کرے گا۔ اس معاملہ میں اس سے بالکل جھگڑا نہ کرنا کیونکہ میرے اہل خانہ میں سے وہ پہلا شخص ہے جو مجھ سے ملحق ہو گا۔[1]

## ۳۔ اسحاق بن جعفر علیہ السلام

اسحاق بن جعفر علیہ السلام اہل فضل و صاحب تقوی اور عبادت گزاروں میں سے تھے اور لوگوں نے ان سے آئمہ اطہار علیہم السلام کی احادیث نقل کی ہیں اور ابنِ کاسب جب کوئی حدیث ان سے نقل کرتا تو کہتا کہ مجھ سے حدیث بیان کی ثقہ رضی (با اعتماد اور پسندیدہ شخص) اسحاق بن جعفر علیہ السلام نے۔ اسحاق اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی امامت کے قائل تھے اور انہوں نے اپنے والد سے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی امامت پر نص کی روایت بھی کی ہے اور صاحب عمدۃ الطالب نے کہا ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ شباہت رکھتے تھے اور ان کی والدہ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی والدہ ایک ہی تھیں۔ جناب اسحاق بہت بڑے محدث تھے۔ ایک گروہ نے ان کی امامت کا دعویٰ کیا ہے اور ان ہی نسل سے محمد، حسین اور حسن ہیں۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ بنی زہرہ کا نسب اسحاق بن جعفر علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے جو کہ حلب میں ایک باعظمت خاندان تھا اور انہیں میں سے ہیں ابو المکارم حمزہ بن علی بن زہرہ حلبی عالم، فاضل و جلیل، صاحب تصانیف جنہوں نے علم کلام و امامت اور فقہ و نحو میں کئی کتابیں تالیف کیں ہیں۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ اسحاق بن جعفر علیہ السلام کی زوجہ عالیہ مخدرہ نفیسہ بنت حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام ہیں جن کی شانِ جلالت میں یہ بات مشہور ہے کہ اس مخدرہ کی قبر کے پاس دعا قبول

---

۱۔ رجال الکشي - إختيار معرفة الرجال، ص:۲۵۵.

ہوتی ہے اور امام شافعی نے ان سے حدیث لی ہے۔ سید مومن شبلنجی نے نور الابصار میں اور شیخ محمد صبان نے اسعاف الراغبین میں نقل کیا ہے کہ سیدہ نفیسہ ۱۴۵ھ مکہ میں پیدا ہوئیں اور مدینہ میں عبادت و زہد کے ساتھ نشو نما پائی، دن کو روزہ رکھتیں اور راتیں عبادت میں بسر کرتیں اور صاحب مال و منال تھیں، اپاہجوں، بیماروں، اور عام لوگوں پر احسان و انعام کرتی تھیں، اور تیس حج کئے کہ جن میں سے اکثر پا پیادہ تھے۔

## ۴۔ محمد بن جعفر علیہ السلام

محمد بن جعفر علیہ السلام کو اس کے حسن و جمال اور وجاہت و کمال کی وجہ سے دیباج کہتے تھے اور وہ مرد سخی اور شجاع تھا اور تلوار لے کر خروج کرنے میں زیدیہ کے ساتھ موافق تھا اور مامون کے زمانہ میں ۱۹۹ھ مدینہ میں خروج کیا اور اس نے لوگوں کو اپنی بیعت کے لئے دعوت دی۔ اہل مدینہ نے مومنین کا امیر مانتے ہوئے اس کی بیعت کی اور یہ مرد قوی اور عابد تھا اور ہمیشہ ایک دن روزہ رکھتا اور ایک دن نہیں اور وہ جب گھر سے نکلتا تو واپس نہ لوٹتا مگر اپنا لباس کسی برہنہ کو پہنا آتا تھا اور ہر روز ایک گوسفند مہمانوں کے لئے ذبح کرتا تھا۔

وہ مکہ کی طرف گیا اور طالبین کے ساتھ مل کر کہ جن میں حسین بن حسن افطس، محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ، محمد بن حسن معروف بالسلیق، علی بن حسین بن زید اور علی بن جعفر بن محمد تھے۔ ہارون بن مسیب سے جنگ عظیم کی اور جب بہت سے آدمی ہارون کے لشکر میں سے قتل ہو گئے تو وہ لشکر جنگ سے دستبردار ہوا اور ہارون بن مسیب نے حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام کو پیغام رساں کے طور پر محمد بن جعفر علیہ السلام کے پاس بھیجا اور اسے صلح کی دعوت دی۔ محمد بن جعفر علیہ السلام نے صلح سے انکار کیا اور جنگ کے لئے آمادہ ہو گیا۔ تو ہارون نے لشکر بھیجا یہاں تک کہ اس نے محمد کا طالبین کے ساتھ اس پہاڑ میں کہ جس میں انہوں نے پڑاؤ ڈالا تھا محاصرہ کر لیا اور تین دن تک محاصرہ رہا۔ جس کی وجہ سے

ان کا پانی اور کھانا ختم ہو گیا۔ محمد کے ساتھی اس سے دستبر دار ہو کر جدا ہو گئے اور مجبوراً محمد ردا اور نعلین پہن کر ہارون بن مسیب کے خیمہ میں چلا گیا اور اس سے اپنے اصحاب کی امان چاہی۔ اس نے انہیں امان دے دی۔ ایک دوسری روایت میں ہارون کی جگہ عیسیٰ جلودی کا ذکر ہے۔ خلاصہ یہ کہ طالبین کو قید کر کے ایسی محملوں میں کہ جن کے نیچے کوئی گدّا نہیں تھا، سوار کر کے خراسان بھیج دیا۔ جب خراسان میں داخل ہوئے تو مامون نے محمد بن جعفر علیہ السلام کی عزت و توقیر کی اور انعام سے بھی نوازا اور وہ مامون کے پاس ہی رہا یہاں تک کہ خراسان میں وفات پائی اور مامون اس کی تشیع جنازہ کے لئے باہر آیا اور اس کا جنازہ اٹھا کر قبر تک لے گیا اور خود اس پر نماز جنازہ پڑھی اور لحد میں لٹایا پس قبر سے باہر آیا اور توقف کیا یہاں تک کہ اسے دفن کیا گیا۔ بعض لوگوں نے کہا: اے امیر! آج آپ نے اپنے آپ کو تھکاوٹ میں ڈال دیا بہتر ہے کہ آپ سوار ہو کر گھر تشریف لے جائیں۔ کہنے لگا: یہ میرا رشتہ دار ہے کہ اب دو سال ہو گئے ہیں اس رشتہ داری کو منقطع ہوئے۔ پھر محمد کے قرض ادا کئے جو کہ تیس ہزار دینار کے قریب تھے۔

تاریخ قم میں منقول ہے کہ محمد دیباج نے جرجان میں اس وقت وفات پائی، جب ۲۰۳ھ میں عراق کی طرف جا رہا تھا اور مامون نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور جرجان میں اسے دفن کیا اور عبد اللہ بن حسن بن عبد اللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب علیہ السلام اور باقی علویین نے مامون کا اس وجہ سے شکریہ ادا کیا۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ابو القاسم اسمٰعیل بن عباد نے ۳۷۰ھ میں اس کی قبر پر عمارت بنوائی تھی۔

شیخ صدوقؒ نے حضرت عبد العظیم حسنی سے، انہوں نے اپنے جد امجد علی بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبد اللہ بن محمد بن جعفر علیہ السلام نے اپنے

باپ سے، انہوں نے اپنے جد بزرگوار امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث بیان کی کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی اولاد کو جمع کیا اور ان میں ان کا چچا زید بن علی علیہ السلام بھی شریک تھا۔ اس وقت آپ علیہ السلام نے ان کے سامنے ایک کتاب نکالی کہ جو امیر المومنین علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لکھوائی ہوئی تھی کہ جس میں حدیث لوح آسمانی لکھی ہوئی تھی کہ جس میں اوصیاء پیغمبر علیہم السلام کی تصریح موجود تھی۔ اس روایت کے آخر میں حضرت عبد العظیم نے فرمایا:

**اَلْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ لِمُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَخُرُوجِهِ إِذْ سَمِعَ أَبَاهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ هٰكَذَا وَيَحْكِيهِ.**

تعجب اور بہت تعجب ہے محمد بن جعفر علیہ السلام کے خروج کرنے پر باوجود اس کے کہ اس نے حدیث لوح اپنے باپ سے سنی تھی اور خود اسے بیان بھی کیا ہے۔[1]

## ۵۔ عباس بن جعفر علیہ السلام

عباس بن جعفر علیہ السلام ایک مرد جلیل اور فاضل و عقلمند شخص تھے۔

## ۶۔ علی بن جعفر علیہ السلام

علی بن جعفر علیہ السلام سید جلیل القدر، عظیم الشان، شدید الورع (انتہائی پرہیزگار)، عالم کبیر، معصومین علیہم السلام کی احادیث کو نقل کرنے والے اور صاحب فضل شخص تھے اور امام محمد تقی علیہ السلام بلکہ صاحب عمدۃ الطالب کے قول کے مطابق امام علی نقی علیہ السلام کے زمانہ تک زندہ رہے اور حضرت علیہ السلام کے زمانہ میں وفات پائی اور ہمیشہ اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ساتھ وابستہ رہے اور آنجناب علیہ السلام سے معالم دین اخذ کئے اور

---

۱۔ کمال الدین و تمام النعمۃ، ج ۱، ص: ۳۱۳.

انہیں کی برکات میں سے ہے کتابِ مسائل علی بن جعفر علیہ السلام، جو دسترس میں ہے۔ جسے علامہ مجلسیؒ نے بحار کی چوتھی جلد میں نقل کیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آپ کی جلالت شان اس سے زیادہ ہے کہ یہاں بیان ہو سکے اور تمام علماء رجال نے ان کی بہت تعریف کی ہے۔

شیخ کشیؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک طبیب چاہتا تھا کہ امام محمد تقی علیہ السلام کا فصد کھولے جب اس نے نشتر آپ علیہ السلام کے قریب کیا تاکہ رگ کاٹے تو علی بن جعفر علیہ السلام نزدیک آئے اور کہا:

يَا سَيِّدِي يَبْدَأُنِي لِيَكُونَ حِدَّةُ الْحَدِيدِ بِي قَبْلَكَ

کہ اے آقا پہلے میری فصد کھولئے، جب نشتر کی تیزی اور حدّت مجھ پر اثر کرے گی تو آپ علیہ السلام کو تکلیف نہیں دے گا۔ جب حضرت علیہ السلام جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو علی بن جعفر علیہ السلام اُٹھے اور حضرت علیہ السلام کے جوتے سیدھے کر کے آپ علیہ السلام کے سامنے رکھے حالانکہ علی بن جعفر علیہ السلام اس وقت سن رسیدہ بزرگ تھے اور امام محمد تقی علیہ السلام کی جوانی کی ابتداء تھی۔[1]

شیخ کلینیؒ نے محمد بن حسن بن عمار سے روایت کی ہے کہ میں دس سال[2] تک مدینہ میں علی بن جعفر علیہ السلام کی خدمت میں رہا اور ان سے وہ احادیث اخذ کرتا تھا جو انہوں نے اپنے بھائی حضرت ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنی تھیں اور میں انہیں لکھتا تھا۔ ایک دفعہ میں ان کی خدمت میں تھا کہ امام محمد تقی علیہ السلام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوئے۔ جیسے ہی علی بن جعفر علیہ السلام کی نگاہ حضرت علیہ السلام پر پڑی تو بے اختیار اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور جوتا پہنے اور ردا ڈالے بغیر حضرت علیہ السلام کی طرف دوڑے اور ان کے ہاتھوں کے بوسے لئے اور ان کی تعظیم و تکریم کی۔ امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے چچا کے بیٹے! خدا آپ پر

---

۱ . رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص: ۴۳۰.

۲ . روایت میں دو سال ذکر ہوئے ہیں (كُنْتُ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ جَالِساً بِالْمَدِينَةِ وَكُنْتُ أَقَمْتُ عِنْدَهُ سَنَتَيْنِ)۔

رحم کرے۔ آپ بیٹھ جائیں۔ علی بن جعفر علیہ السلام نے جواب میں کہا: اے میرے سید و آقا! میں کس طرح بیٹھ جاؤں جب کہ آپ علیہ السلام ابھی کھڑے ہیں۔ پس جب علی بن جعفر علیہ السلام حضرت علیہ السلام کی خدمت سے رخصت ہوئے اور اپنی مجلس میں آکر بیٹھے تو ان کے ساتھیوں نے انہیں سرزنش کی اور کہنے لگے کہ آپ اس طرح ان کے ساتھ سلوک کرتے ہیں جب کہ آپ ان کے باپ کے بھی چچا ہیں۔ یہ سن کر علی بن جعفر علیہ السلام نے کہا:

أُسْكُتُوا إِذَا كَانَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ لَمْ يُؤَهِّلْ هَذِهِ الشَّيْبَةَ وَ أَهَّلَ هَذَا الْفَتَى وَ وَضَعَهُ حَيْثُ وَضَعَهُ أُنْكِرُ فَضْلَهُ نَعُوذُ بِاللهِ مِمَّا تَقُولُونَ بَلْ أَنَا لَهُ عَبْدٌ.

خاموش ہو جاؤ اور اپنی ریش مبارک کو پکڑا اور کہا کہ جب خداوند عالم نے مجھے اس داڑھی کے باوجود امامت کا اہل نہیں بنایا اور اس نوجوان کو امامت کا اہل قرار دیا ہے اور امامت کو وہاں پر رکھا جہاں پر رکھنا چاہیئے تھا تو کیا میں اس کے فضل کا انکار کروں؟! میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس چیز سے جو تم کہتے ہو بلکہ میں تو اس کا غلام ہوں۔[1]

مؤلف فرماتے ہیں کہ ان دو حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگوار کس قدر اپنے زمانے کے امام کی معرفت رکھتے تھے۔ پس یہی ان کے فضل اور شرف کے لئے کافی ہے۔ ان بزرگوار کی قبر مشتبہ ہے کہ آیا قم میں ہے یا مقام عریض میں جو مدینہ سے ایک فرسخ پر ہے اور ان کی ملکیت اور ان کی اولاد کی جائے رہائش تھی اور ہم نے ہدیۃ الزائرین میں جو کچھ اس مقام سے متعلق ہے اسے بیان کیا ہے وہاں رجوع کیا جائے۔

---

۱. الكافي (ط - الإسلامية)، ج۱، ص: ۳۲۲.

## ۷۔ علی عریضی

صاحب روضۃ الشہداء نے لکھا ہے کہ علی عریضی کہ جن کی کنیت ابوالحسن تھی، یہ بزرگ عالم تھے۔ بچپن میں باپ سے جدا ہوگئے اور اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے علم سیکھا اور ان کی نسبت عریض کی طرف ہے اور وہ ایک دیہات ہے، مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر اور ان کی کئی اولادیں ہیں جنہیں عریضیون کہا جاتا ہے اور ان کی نسل چار بیٹوں سے ہے محمد، احمد شعرانی، حسن اور جعفر۔

# آٹھویں فصل: حضرت صادق علیہ السلام کے چند بزرگ اصحاب کا تذکرہ

## ۱۔ ابان بن تغلب

ابان بن تغلب کوفہ کے رہنے والے اور آل بکر بن وائل سے ہیں اور ثقہ و جلیل القدر شخصیت ہیں۔ مجالس المومنین میں ہے کہ ابان قاری قرآن اور قرآن مجید کی تمام قرائتوں کو ان کے دلائل کے ساتھ جانتے تھے اور ان کی ایک الگ قرائت بھی ہے جو قراء کے درمیان مشہور ہے اور علم تفسیر، حدیث، فقہ، لغت اور نحو میں اپنے زمانے کے استاد تھے اور کتاب ابن داوٗد میں مذکور ہے کہ انہوں نے تین ہزار احادیث امام صادق علیہ السلام سے حفظ کی ہیں اور ان کی بہت سی تصانیف ہیں مثلاً تفسیر غریب القرآن، کتاب فضائل، کتاب احوال صفین اور دیگر اس قسم کی اور کتابیں خلاصہ میں مذکور ہے کہ ابان ہمارے اصحاب کے درمیان ثقہ، جلیل القدر اور عظیم المرتبت ہیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام، امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل کیا اور ان حضرات کی خاص توجہ سے فیض یاب ہوئے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

اِجْلِسْ فِی مَسْجِدِ الْمَدِینَةِ وَ أَفْتِ النَّاسَ فَإِنِّی أُحِبُّ أَنْ یُرَی فِی شِیعَتِی مِثْلُكَ.

مسجد نبوی میں بیٹھ جاؤ اور لوگوں کو فتویٰ دو۔ میں پسند کرتا ہوں کہ ہمارے شیعوں کے درمیان تم جیسے اشخاص کو دیکھا جائے۔[1]

اور دوسری روایت میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابان سے فرمایا:

جَالِسْ أَهْلَ الْمَدِینَةِ فَإِنِّی أُحِب أَنْ یَرَوْا فِی شِیعَتِنَا مِثْلَكَ.

اہل مدینہ کے ساتھ مناظرہ کرو میں پسند کرتا ہوں کہ تم جیسا شخص ہمارے شیعوں میں دیکھا جائے۔[2]

ابان نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ میں وفات پائی۔ جب آپ علیہ السلام کو ابان کی وفات کی خبر ملی تو آپ علیہ السلام نے ان کے لئے دعائے رحمت کی اور قسم کھا کر فرمایا:

أَمَا وَ اللهِ لَقَدْ أَوْجَعَ قَلْبِی مَوْتُ أَبَانٍ.

اللہ کی قسم! ابان کی موت نے میرے دل کو تکلیف و درد میں مبتلا کر دیا ہے۔[3]

ابان کی وفات ۱۴۱ھ میں ہوئی اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے انہیں ان کی وفات کی خبر دی تھی۔ شیخ نجاشیؒ نے روایت کی ہے کہ جب ابان مدینہ میں جاتا تو لوگ اس سے حدیث سننے اور مسائل کا استفادہ

---

۱. رجال النجاشي، ص:۱۰.

۲. رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص:۳۳۰.

۳. رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص:۳۳۰.

کرنے کے لئے ہجوم کی صورت میں مسجد میں داخل ہوتے اور سوائے مسجد کے اس ستون کے کہ جسے ابان کے لئے خالی چھوڑ دیتے تھے دوسری کوئی جگہ خالی نہیں رہتی تھی۔[1]

اور اسی طرح عبد الرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ایک دن میں ابان کی مجلس میں تھا کہ ایک شخص دروازے سے آیا اور ان سے پوچھا کہ اے ابو سعید! مجھے بتاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کتنے افراد نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ساتھ دیا؟ ابان کہنے لگے گویا تو علی علیہ السلام کی فضیلت اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنیاد پر پرکھنا چاہتا ہے، جنہوں نے امیر المومنین علیہ السلام کا ساتھ دیا؟ وہ شخص کہنے لگا ہاں میرا مقصد تو یہی ہے۔ تو ابان نے کہا:

وَ اللهِ مَا عَرِفْنَا فَضْلَهُمْ إِلَّا بِاِتِّبَاعِهِمْ إِيَّاهُ

خدا کی قسم ہم صحابہ کو صاحب فضیلت ہی نہیں سمجھتے مگر انہیں جنہوں نے امیر المومنین علیہ السلام کی اتباع کی۔[2]

## ۲۔ اسحاق بن عمار صیرفی کوفی

اسحاق بن عمار صیرفی کوفی جو حضرت صادق علیہ السلام اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا، علماء رجال نے اس کے حق میں کہا ہے کہ وہ ہمارے اصحاب کا شیخ اور ثقہ ہے اور اس کے بھائی یونس، یوسف، اور اسماعیل شیعوں کا ایک بزرگ خاندان ہے اور اس کے بھتیجے علی، بشیر اور اسماعیل کے

۱. رجال النجاشي، ص:۱۱.

۲. رجال النجاشي، ص:۱۲.

بیٹے صاحبان حدیث کی نامور شخصیات میں سے تھے اور روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام جب اسحاق اور اسماعیل، عمار کے دو بیٹوں کو دیکھتے تو فرماتے:

وَقَدْ يَجْمَعُهُمَا لِأَقْوَامٍ يَعْنِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ

خداوند عالم کبھی کچھ لوگوں کے لئے دنیا و آخرت کو جمع کر دیتا ہے۔[1]

اور عمار بن حیان سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ جب میں نے حضرت صادق علیہ السلام کو اپنے بیٹے اسماعیل کا میرے ساتھ نیکی و احسان کرنا بتایا تو فرمایا میں اسے دوست رکھتا تھا اور اب مجھے اس سے زیادہ محبت ہو گئی ہے۔[2]

مختصر یہ کہ علمائے رجال، شیخ طوسیؒ کی کتاب الفہرست میں صراحت کی وجہ سے اسحاق کو فطحی المذہب سمجھتے تھے اور اس وجہ سے اس کی حدیث کو موثق شمار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نوبت شیخ بہائیؒ تک پہنچی تو انہوں نے اسحاق بن عمار نام کے دو افراد قرار دیئے۔ جن میں سے ایک امامی ثقہ جو رجال نجاشی میں ہے اور دوسرا فطحی ثقہ جو رجال شیخ میں ہے اور ان دونوں میں فرق ان کے جد کے نام سے قرار دیا ہے۔ اسحاق بن عمار بن حیان کو امامی کہتے ہیں اور اسحاق بن عمار بن موسیٰ کو فطحی کہتے ہیں۔ لہذا سند میں اس فرق کی طرف رجوع کیا جائے تا کہ معلوم ہو کہ ان میں سے کون ہے اور پھر علماء کا عمل اسی پر رہا۔ علامہ طباطبائی بحر العلومؒ کے زمانہ تک ان بزرگوار نے ایسے قرائن تلاش کر لئے جن سے اسحاق بن عمار ایک ہی شخص ثابت ہوتا ہے اور وہ بھی ثقہ اور امامی مذہب ہے اور ہمارے شیخ علامہ نوری اللہ مرقدہ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ واللہ العالم۔

---

۱. رجال العلامة الحلي، ص:۲۰۰.

۲. الكافي (ط-الإسلامية)، ج۲، ص:۱۶۱.

## ۳۔ برید بن معاویہ عجلی

برید بن معاویہ عجلی جن کی کنیت ابو القاسم ہے، آئمہ علیہم السلام کے اصحاب میں مشہور فقہاء میں سے ثقہ و جلیل القدر شخصیت تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام کے خاص اصحاب میں سے تھے اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے نزدیک خاص مقام و مرتبہ رکھتے تھے۔ برید بن معاویہ اصحاب اجماع[1] میں سے ایک ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَوْتَادُ الْأَرْضِ وَأَعْلَامُ الدِّينِ أَرْبَعَةٌ: مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَبُرَيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَلَيْثُ بْنُ الْبَخْتَرِيِّ الْمُرَادِيُّ وَزُرَارَةُ بْنُ أَعْيَنَ.

زمین کے اوتاد (ستون) اور دین کے علماء چار افراد ہیں: ۱۔ محمد بن مسلم۔ ۲۔ برید بن معاویہ ۳۔ لیث بن البختری مرادی اور ۴۔ زرارہ بن اعین۔[2]

ایک اور حدیث میں ان افراد کے حق میں فرمایا:

هٰؤُلَاءِ الْقَوَّامُونَ بِالْقِسْطِ هٰؤُلَاءِ الْقَوَّالُونَ بِالصِّدْقِ هٰؤُلَاءِ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ.

---

۱۔ کشّی نے اپنی کتاب میں تین جگہوں پر امام باقر، امام صادق، امام کاظم اور امام رضا علیہم السلام کے اصحاب کا نام لیتے وقت بعض برجستہ راویوں کا نام لیتے ہوئے شیعہ علماء کی طرف سے ان افراد کی نقل کردہ احادیث کے صحیح ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ مثلا امام صادق علیہ السلام کے بعض اصحاب کے بارے میں کہتے ہیں: "جن احادیث کو ان افراد نے صحیح قرار دیا ہے ان کے صحیح ہونے پر امامیہ کا اجماع ہے۔ چونکہ کشّی نے ان کی توصیف میں "اجماع" کا لفظ استعمال ہے اسی بنا پر انہیں **اصحاب اجماع** کہا جاتا ہے۔

۲۔ رجال الكشي - اختيار معرفة الرجال، ص:۲۳۸

یہ افراد عدل قائم کرنے والے، بہت زیادہ سچ کہنے والے ہیں، یہی سبقت کرنے والے السابقون ہیں اور یہی اللہ کے مقربین میں سے ہیں۔[1]

اور نیز فرمایا:

بَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ بِالْجَنَّةِ بُرَيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْعِجْلِيُّ وَ أَبَا بَصِيرٍ لَيْثُ بْنُ الْبَخْتَرِيِّ الْمُرَادِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ زُرَارَةُ، أَرْبَعَةٌ نُجَبَاءُ أُمَنَاءُ اللهِ عَلَى حَلَالِهِ وَ حَرَامِهِ، لَوْ لَا هَؤُلَاءِ انْقَطَعَتْ آثَارُ النُّبُوَّةِ وَ انْدَرَسَتْ.

مخبتین (چھپ کر دین کی خدمت کرنے والوں) کو بہشت کی بشارت دو اور ان چار افراد کے نام لیے۔ پھر فرمایا یہ چار آدمی نجباء (بافضل و باشرافت) ہیں۔ اللہ کے حلال و حرام پر اللہ کے امین ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو آثار نبوت منقطع ہو جاتے اور شریعت نابود ہو جاتی۔

ان کی وفات ۱۵۰ھ میں واقع ہوئی، اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کا بیٹا قاسم بن برید بھی ثقہ اور حضرت صادق علیہ السلام کے راویوں میں سے ہے۔

## ۴۔ ابو حمزہ ثمالی

ابو حمزہ ثمالی کا اسم گرامی ثابت بن دینار ہے۔ ثقہ و جلیل القدر، زہاد و مشائخ اہل کوفہ میں سے ہیں۔ فضل بن شاذان سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک ثقہ سے سنا وہ کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

---

۱. رجال الكشي - اِختيار معرفة الرجال، ص:۲۳۹.

أَبُو حَمْزَةَ الثُّمَالِيُّ فِي زَمَانِهِ كَسَلْمَانَ فِي زَمَانِهِ، وَ ذَلِكَ أَنَّهُ خَدَمَ مِنَّا أَرْبَعَةً عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ بُرْهَةً مِنْ عَصْرِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَ يُونُسُ فِي زَمَانِهِ كَسَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ فِي زَمَانِهِ.

ابو حمزہ ثمالی اپنے زمانہ میں اسی طرح تھے جیسے سلمان محمدی اپنے زمانہ میں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ ابو حمزہ نے ہم میں سے چار افراد کی خدمت کی ہے، علی بن الحسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد علیہم السلام اور کچھ زمانہ موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی۔[1] اور یونس بھی اپنے زمانے کے سلمان تھے۔

اور روایت ہے کہ ایک دفعہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو حمزہ کو بلایا جب حاضر ہوئے تو ان سے فرمایا:

إِنِّي لَأَسْتَرِيحُ إِذَا رَأَيْتُكَ میں جب تجھے دیکھتا ہوں تو آرام و سکون محسوس کرتا ہوں۔[2]

ان کی وفات ۱۵۰ھ میں واقع ہوئی۔ ان کی بیماری کے دنوں ابو بصیر، امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو حضرت علیہ السلام نے ابو حمزہ کے حالات پوچھے۔ ابو بصیر نے کہا وہ بیمار ہیں فرمایا:

إِذَا رَجَعْتَ إِلَيْهِ فَأَقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَ أَعْلِمْهُ أَنَّهُ يَمُوتُ فِي شَهْرِ كَذَا فِي يَوْمِ كَذَا

جب واپس جاؤ تو میری طرف سے اسے سلام پہنچانا اور یہ بھی کہنا کہ فلاں ماہ فلاں دن تمہاری وفات ہو گی۔

میں نے عرض کی قربان جاؤں خدا جانتا ہے کہ ہم ابو حمزہ سے انس رکھتے ہیں اور وہ آپ علیہ السلام کے شیعوں میں سے ہے۔ فرمایا: سچ کہتے ہو لیکن جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی کیا آپ علیہ السلام کے شیعہ آپ علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے؟ فرمایا:

---

۱. رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص:۴۸۵.

۲. رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص:۳۳.

إِنْ هُوَ خَافَ اللهَ وَ رَاقَبَ نَبِيَّهُ وَ تَوَقَّى الذُّنُوبَ، فَإِذَا هُوَ فَعَلَ كَانَ مَعَنَا فِي دَرَجَتِنَا

اگر وہ اللہ کا خوف رکھیں اور اس کے نبی کا پاس کریں اور گناہوں سے بچیں، پس جب اس پر عمل کریں تو ہمارے ساتھ ہمارے مرتبہ پر ہوں گے۔[1]

سید عبد الکریم بن طاؤس نے فرحۃ الغری میں روایت کی ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کوفہ تشریف لائے تو مسجد کوفہ میں تشریف لے گئے اور مسجد میں ابو حمزہ موجود تھے جو کہ زہاد و مشائخ کوفہ میں سے تھے۔ پس حضرت علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی۔ ابو حمزہ نے کہا کہ میں نے اس سے زیادہ عمدہ لہجہ نہیں سنا تھا۔ میں قریب گیا تاکہ سنوں کہ آپ علیہ السلام کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے سنا کہ کہہ رہے ہیں:

إِلَهِي إِنْ كَانَ قَدْ عَصَيْتُكَ فَإِنِّي قَدْ أَطَعْتُكَ فِي أَحَبِّ الْأَشْيَاءِ إِلَيْكَ الْإِقْرَارِ بِوَحْدَانِيَّتِك

اے معبود! اگرچہ میں نے تیری معصیت کی لیکن اس چیز میں تیری اطاعت بھی کی جو تیرے نزدیک سب زیادہ محبوب ہے اور وہ تیری وحدانیت کا اقرار ہے۔ یہ مشہور دعا ہے۔ پھر آپ علیہ السلام اٹھ کر چلے گئے۔ ابو حمزہ کہتے ہے کہ میں مناخ کوفہ تک ان کے پیچھے گیا اور وہ ایسی جگہ تھی کہ جہاں لوگ اونٹ بٹھاتے تھے۔ وہاں ایک سیاہ غلام تھا جس کے پاس ایک اونٹ اور اونٹنی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: اے شخص! یہ ہستی کون ہیں؟ تو اس نے کہا: کیا ان کی شکل و صورت اور محاسنِ مبارک تجھ پر مخفی ہیں؟! یہ علی بن الحسین علیہما السلام ہیں۔ ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے خود کو ان کے قدموں پر گرا دیا اور ان کے بوسے لئے تو آپ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے میرا سر بلند کیا اور فرمایا: لَا يَا أَبَا حَمْزَةَ إِنَّمَا يَكُونُ السُّجُودُ لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَل.

---

۱. رجال الکشي - اِختیار معرفۃ الرجال، ص: ۲۰۲.

ایسا نہ کرو کیونکہ سجدہ خدا کے علاوہ کسی کے لئے نہیں جچتا۔ میں نے عرض کی اے فرزند رسول ﷺ! آپ علیہ السلام کا آنا کیسے ہوا؟ فرمایا:

مَا رَأَيْتَ وَلَوْ عَلِمَ النَّاسُ مَا فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ لَأَتَوْهُ وَلَوْ حَبْوا

اس چیز کے لئے جو تو نے دیکھی ہے (یعنی مسجد کوفہ میں نماز پڑھنے کے لئے) اگر لوگوں کو اس کی فضیلت معلوم ہو جائے تو وہ اس کی طرف آئیں اگرچہ انہیں بچوں کی طرح گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔

پھر فرمایا: کیا میرے ساتھ چل کر میرے جد بزرگوار علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی زیارت کرنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ پس آپ علیہ السلام سوار ہوئے اور میں آپ علیہ السلام کے ناقہ کے سایہ میں چل رہا تھا اور آپ علیہ السلام مجھ سے باتیں کرتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم غریین تک پہنچے اور وہ سفید جگہ تھی کہ جس کی روشنی چمکتی تھی۔ پس آپ علیہ السلام اپنے ناقہ سے اُترے۔ اپنے دونوں طرف کے رخساروں کو اس زمین پر رکھا اور فرمایا:

يَا أَبَا حَمْزَةَ هٰذَا قَبْرُ جَدِّي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ زَارَهُ بِزِيَارَةٍ أَوَّلُهَا السَّلَامُ عَلَى اسْمِ اللهِ الرَّضِيِّ وَنُورِ وَجْهِهِ الْمُضِيءِ ثُمَّ وَدَّعَهُ وَمَضَى إِلَى الْمَدِينَةِ وَرَجَعْتُ أَنَا إِلَى الْكُوفَةِ

اے ابو حمزہ! یہ میرے جد علی بن ابی طالب علیہما السلام کی قبر ہے پھر حضرت علیہ السلام نے وہ زیارت پڑھی جس کی ابتدا یہ ہے کہ السَّلَامُ عَلَى اسْمِ اللهِ الرَّضِيِّ وَنُورِ وَجْهِهِ الْمُضِيءِ پھر اس قبر مطہر سے رخصت ہوئے اور آپ علیہ السلام مدینہ کی طرف چلے گئے اور میں کوفہ کی طرف لوٹ آیا۔[1]

---

[1]. فرحة الغري في تعيين قبر أمير المؤمنين علي بن أبي طالب علیہ السلام، ص: ۴۷.

## ۵۔ حمران بن اعین شیبانی

حمران بن اعین شیبانی زرارہ کے بھائی جو کہ امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے خاص اصحاب میں شمار ہوتے تھے۔ جن کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

أَنْتَ لَنَا شِيعَةٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَة

تو دنیا و آخرت میں ہمارے شیعوں میں سے ہے۔[1]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان کی موت کے بعد فرمایا: مَاتَ وَ اللهِ مُؤمِنًا خدا کی قسم وہ حالتِ ایمان میں مرا ہے۔[2]

روایت ہوئی ہے کہ جس وقت زُرارۃ جوانی کے عالم میں تھے جب کہ ابھی ان کی داڑھی بھی نہیں آئی تھی، حجاز کی طرف گئے اور میدان منیٰ میں حضرت امام باقر علیہ السلام کا خیمہ دیکھا۔ جب خیمہ میں داخل ہوئے تو دیکھا اس خیمہ کے اطراف میں کچھ لوگ بیٹھے ہیں اور صدر مجلس خالی چھوڑ رکھی ہے اور ایک شخص اس کے ایک کونے میں بیٹھا حجامت کروا رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ یہی حضرت باقر علیہ السلام ہوں گے۔ میں ان کی طرف گیا اور سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ میں انکے سامنے بیٹھ گیا اور حجام بھی ان کے سر کے پیچھے تھا۔ فرمایا: اعین کی اولاد میں سے ہو؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ میں زرارہ، اعین کا بیٹا ہوں۔ فرمایا: تجھے شباہت کی وجہ سے میں نے پہچانا ہے۔ پھر فرمایا: حمران حج کے لئے آیا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں البتہ آپ علیہ السلام کو سلام بھیجا ہے۔ فرمایا:

---

١. رجال الكشي - اختيار معرفة الرجال، ص:١٧٨.

٢. رجال العلامة الحلي، ص:٦٤.

إِنَّهُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ حَقّاً لَا يَرْجِعُ أَبَداً، إِذَا لَقِيتَهُ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ! وَ قُلْ لَهُ لِمَ حَدَّثْتَ الْحَكَمَ بْنَ عُتَيْبَةَ عَنِّي أَنَّ الْأَوْصِيَاءَ مُحَدَّثُونَ لَا تُحَدِّثْهُ وَ أَشْبَاهَهُ بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ

وہ حقیقی مومنین میں سے ہے، جو کبھی اپنے ایمان سے نہیں پلٹے گا۔ جب اس سے ملاقات کرو تو میرا سلام اسے پہنچانا اور اس سے کہنا کہ کیوں تو نے حکم بن عتبہ سے میری طرف یہ حدیث بیان کی ہے کہ ملائکہ اوصیاء سے باتیں کرتے ہیں؟ حکم اور اس جیسے لوگوں کو ایسی احادیث نہ بتاؤ۔[1]

دوسری روایت میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے بُکیر بن اعین سے حمران کے حالات پوچھے۔ بکیر نے عرض کی کہ حمران اس سال حج کے لئے نہیں آیا اگرچہ اسے بہت شوق تھا کہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو۔ لیکن اس نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں سلام کہا ہے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: تجھ پر اور اس پر سلام ہو۔ پھر فرمایا:

حُمْرَانُ مُؤْمِنٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، لَا يَرْتَابُ أَبَداً لَا وَ اللهِ وَ اللهِ لَا تُخْبِرْهُ

حمران مومن ہے اور اہل جنت میں سے ہے جو کبھی شک میں مبتلا نہیں ہوا اللہ کی قسم کبھی نہیں۔ لیکن اس کو یہ بات نہ بتانا۔[2]

خلاصہ یہ کہ حمران کی مدح میں بہت سی روایات ہیں اور حسن بن علی بن یقطین نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے کہ حمران، زرارہ، عبد الملک، بکیر اور عبد الرحمن، اعین کے یہ تمام بیٹے صحیح عقیدے پر باقی رہے اور ان میں سے چار افراد نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ میں وفات پائی اور امام جعفر صادق علیہ السلام

---

۱. رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص:۱۷۸.

۲. رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص:۱۸۰.

کے اصحاب میں سے تھے اور زرارہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے زمانہ تک زندہ رہے اور ان سے ملاقات بھی کی اور کہا گیا ہے کہ حمران کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ ابو الطفیل عامر بن واصلہ سے روایت کرتا ہے اور وہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے آخری شخص ہے کہ جس نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے سب سے آخر میں وفات پائی۔

روایت ہے کہ حمران جب اصحاب کے ساتھ بیٹھتا تو مسلسل آل محمد علیہم السلام سے روایت بیان کرتا۔ پس وہ آل محمد علیہم السلام کے علاوہ کسی اور سے کوئی چیز بیان کرتے تو ان کو اہل بیت علیہم السلام کی احادیث کی طرف پلٹاتا اور تین مرتبہ ایسا کرتا اگر وہ لوگ اس حال پر باقی رہتے تو وہاں سے اٹھ کھڑا ہوتا اور چلا جاتا۔[1]

## ۶۔ زرارہ بن اعین شیبانی

زرارہ بن اعین شیبانی جن کی جلالتِ شان اور عظیم منزلت اس سے زیادہ ہے کہ بیان ہو سکے۔ ان میں علم، فضل، دیانت اور وثاقت جیسی تمام صفات جمع تھیں۔ صادقین علیہما السلام کے خاص اصحاب میں سے تھے اور یہ وہی ہیں کہ یونس بن عمار نے جن سے باب ارث میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حدیث نقل کی ہے کہ جو اس نے حضرت باقر علیہ السلام سے نقل کی تھی تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَمَّا مَا رَوَاهُ زُرَارَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيهِ السَّلَامُ فَلَا يَجُوزُ لِي رَدُّهُ.

جو کچھ زرارہ نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے جائز نہیں کہ ہم اسے رد کریں۔[2]

اور روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فیض بن مختار سے فرمایا:

---

۱. رجال الكشي - اختيار معرفة الرجال، ص:۱۷۹.

۲. رجال الكشي - اختيار معرفة الرجال، ص:۱۳۴.

فَإِذَا أَرَدْتَ بِحَدِيثِنَا فَعَلَيْكَ بِهَذَا الْجَالِسِ وَ أَوْمَى إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَسَأَلْتُ أَصْحَابَنَا عَنْهُ فَقَالُوا زُرَارَةُ بْنُ أَعْيَنَ.

جب ہماری حدیث حاصل کرنا چاہو تو اس بیٹھے ہوئے شخص سے اخذ کرو اور آپ علیہ السلام نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا۔ فیض کہتا ہے جب میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو کہا یہ زرارہ ہے۔[1]

اور حضرت علیہ السلام ہی سے مروی ہے کہ زرارہ کے متعلق فرمایا لَوْ لَا زُرَارَةُ لَظَنَنْتُ أَنَّ أَحَادِيثَ أَبِي عَلَيْهِ السَّلَامُ سَتَذْهَبُ.

اگر زرارہ نہ ہوتے تو مجھے گمان تھا کہ میرے والد (امام باقر علیہ السلام) کی احادیث ضائع ہو جاتیں۔[2]

نیز روایت ہے کہ ایک دفعہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے زرارہ سے فرمایا:

يَا زُرَارَةُ إِنَّ اسْمَكَ فِي أَسَامِي أَهْلِ الْجَنَّةِ بِغَيْرِ أَلِفٍ، قُلْتُ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ اسْمِي عَبْدُ رَبِّهِ وَ لَكِنِّي لُقِّبْتُ بِزُرَارَةَ.

اے زرارہ! تمہارا نام اہل بہشت میں الف کے بغیر ہے۔ کہنے لگا جی ہاں! آپ علیہ السلام پر قربان ہو جاؤں، میرا نام عبد ربہ ہے لیکن زرارہ کے ساتھ ملقب ہوا ہوں۔[3]

اور زرارہ سے نقل ہوا ہے:

أَسْمَعُ وَ اللهِ بِالْحَرْفِ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مِنَ الْفُتْيَا فَأَزْدَادُ بِهِ إِيمَاناً.

---

١. رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص:١٣٦.

٢. رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص:١٣٣.

٣. رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص:١٣٣.

دینی مسائل میں ایک حرف جو جعفر بن محمد علیہما السلام سے سنتا ہوں تو میرے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔[1]

اور ابن ابی عمیر سے جو کہ فضلاء شیعہ میں سے ہے، منقول ہے کہ ایک دفعہ اس نے جمیل بن دراج سے کہا جو کہ اعاظم فقہاء و محدثین شیعہ میں سے ہے، کہ آپ کا درس کتنا اچھا ہے اور آپ کی مجلس کتنی زیبا ہے۔ یہ سن کر جمیل بن دراج نے کہا کہ ہاں لیکن خدا کی قسم کہ ہم زرارہ کے درس میں ایسے بیٹھتے تھے کہ جیسے طفلِ مکتب معلم کے پاس بیٹھا ہو۔

ابو غالب زراری نے جب اپنے پوتے محمد بن عبد اللہ کے لئے ایک خط لکھا تو فرمایا کہ روایت ہوئی ہے کہ زرارہ وسیم و جسیم شخص اور نہایت گورا تھا اور جب نماز جمعہ کے لئے جاتا تو اس کے سر پر ٹوپی اور پیشانی پر سجدہ کا نشان ہوتا، ہاتھ میں عصا رکھتا تھا اور لوگ اس کی حشمت و عظمت کا لحاظ رکھتے تھے، لوگ صف بستہ ہو کر اس کے حسن، ہیبت اور جمال دیکھتے اور جدل و مخاصمت علم کلام میں مکمل امتیاز رکھتا تھا اور کسی شخص میں یہ قدرت نہیں تھی کہ اسے مناظرہ میں مغلوب کرے مگر یہ کہ کثرت عبادت نے اسے مناظرہ کرنے سے روک دیا تھا اور متکلمین شیعہ اس کی شاگردی کی لڑی میں تھے۔ ستر یا نوّے سال زندہ رہا اور آل اعین کے بہت فضائل ہیں اور جو کچھ ان کے حق میں روایت ہوا ہے وہ اس سے زیادہ ہے کہ تمہارے لئے لکھوں۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ زرارہ کی وفات امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات کے دو مہینہ یا اس سے کم عرصہ کے بعد ہوئی اور زرارہ حضرت علیہ السلام کی وفات کے وقت بیمار تھے اور اسی بیماری میں رحلت کی۔ رحمہ اللہ علیہ۔

---

۱. رجال الکشي - اِختیار معرفة الرجال، ص: ۱۳۳.

معلوم رہے کہ اعین کا گھرانہ بڑا بزرگوار خاندان ہے اور ان میں سے اکثر افراد اہل حدیث و فقہ و کلام تھے۔ ان سے اصول تصانیف اور روایات بہت نقل ہوئی ہیں اور زرارہ کی کئی ایک اولادیں تھیں کہ جن میں سے رومی اور عبد اللہ بھی ہیں جو دونوں ثقہ راویوں میں سے ہیں اور حسن و حسین ہیں کہ جن کے حق میں حضرت صادق علیہ السلام نے دعا کی اور فرمایا:

أَحَاطَهُمَا اللهُ وَكَلَأَهُمَا وَرَعَاهُمَا وَحَفِظَهُمَا بِصَلَاحِ أَبِيهِمَا كَمَا حَفِظَ الْغُلَامَيْن

خدا ان دونوں کا احاطہ کرے اور ان دونوں کا نگہبان و محافظ ہو۔ اور اللہ ان دونوں کی حفاظت کرے ان کے باپ کی اچھائی کی وجہ سے کہ جس طرح ان کے باپ نے ان دو بچوں کی حفاظت کی ہے۔[1]

اور زرارہ کے بھائی حمران، بکیر، عبد الرحمن اور عبد الملک سب جلیل الشان تھے۔ حمران کے حالات تو گزر چکے ہیں اور بکیر وہی ہے کہ جسے امام صادق علیہ السلام نے ان الفاظ میں یاد فرمایا: خدا بکیر پر رحم کرے۔ نیز روایت ہے کہ بکیر کی وفات کے بعد حضرت نے فرمایا: خدا کی قسم خداوند عالم نے اسے اس منزل میں اتارا ہے جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام کے درمیان ہے[2] اور اس کی اولاد در اولاد اہل حدیث ہیں اور آنجناب کے لئے شہر دامغان کے باہر بقعہ اور مزار مشہور ہے اور عبد الرحمن بن اعین وہی ہے کہ مشائخ نے اس کی استقامت کی گواہی دی ہے اور عبد الملک بن اعین وہی ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے اس کے لئے دعائے رحمت کی اور مدینہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ جاکر اس کی قبر کی زیارت کی ہے اور عبد الملک علم نجوم جانتا تھا اور اس کا بیٹا ضریس بن عبد الملک ثقہ راویوں میں سے ہے۔

---

۱ . بحار الأنوار (ط - بيروت)، ج ۲، ص: ۲۴۷.

۲ . رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص: ۱۸۱.

## ۷۔ صفوان بن مہران جمال اسدی کوفی

صفوان بن مہران جمال اسدی کوفی جس کی کنیت ابو محمد ہے وہ بہت ثقہ اور جلیل القدر ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس نے اپنا ایمان واعتقاد آئمہ علیہم السلام کے بارے میں آپ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا اور حضرت علیہ السلام نے اس کا اعتقاد سننے کے بعد اس کے حق میں یہ دعا فرمائی: رحمک اللہ۔ اللہ تجھ پر رحم فرمائے اور یہ وہی ہے کہ جس نے اپنے اونٹ ہارون الرشید کو سفر حج کے لئے کرایہ پر دیئے تھے۔ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا: تیری ہر چیز اچھی ہے سوائے تیری ایک چیز کے اور وہ کرایہ پر اس شخص کو اونٹ دینا ہے یعنی ہارون کو۔ عرض کی میں نے سفر معصیت ولہو ولہب کے لئے کرایہ پر نہیں دیئے بلکہ مکہ کے راستہ کیلئے کرایہ پر دیئے ہیں اور میں خود بھی ساتھ نہیں تھا بلکہ میرا غلام، معاویہ ان کے ساتھ تھا وہی ان کو لے کر گیا تھا۔ فرمایا کیا تیرا کرایہ ان کے ذمہ نہیں تھا؟ عرض کی کیوں نہیں فرمایا: کیا تو ان کی زندگی اس وقت نہیں چاہتا جب تک تیرا کرایہ ادا نہ کریں؟ کہنے لگا جی ہاں۔ پس فرمایا: فَمَنْ أَحَبَّ بَقَاءَهُمْ فَهُوَ مِنْهُمْ وَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ فَهُوَ وَرَدَ النَّار

جو ان کی زندگی چاہے وہ ان میں سے ہے اور جو ان میں سے ہو وہ ان کے ساتھ جہنم کی آگ میں داخل ہو گا۔

صفوان گیا اور اپنے سب اونٹ بیچ دیئے۔ ہارون کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اس سے کہنے لگا اگر تیرا حسن صحبت نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔[1]

اور یہ وہی صفوان ہیں جنہوں نے زیارت اربعین امام حسین علیہ السلام حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اور زیارت وارثہ اور دعائے علقمہ معروفہ جو زیارت عاشورہ کے بعد پڑھتے ہیں وہ بھی انہوں نے

---

۱. بحار الأنوار (ط-بيروت)، ج ۴۷، ص: ۳۷۶.

حضرت علیہ السلام سے نقل کی ہے اور یہ صفوان کئی دفعہ حضرت صادق علیہ السلام کو مدینہ سے کوفہ لے کر آیا ہے اور آنجناب علیہ السلام کے ساتھ زیارت امیر المومنین علیہ السلام سے مشرف ہوا ہے اور حضرت علیہ السلام کی قبر سے اچھی طرح سے مطلع تھا اور کامل الزیارت میں ہے کہ بیس سال برابر اس تربت مطہر کی زیارت کے لئے جاتا رہا اور حضرت علیہ السلام کے قریب اپنی نماز ادا کرتا۔

صفوان بن مہران، ثقہ جلیل فقیہ نبیل شیخ طائفہ امامیہ ابو عبد اللہ صفوانی کے جد امجد ہیں کہ جس نے سیف الدولہ حمدانی کے سامنے قاضی موصل کے ساتھ امامت کے بارے میں مباہلہ کیا تھا، جب قاضی اس مجلس سے اٹھا تو اسے بخار ہو گیا اور مباہلہ میں جو ہاتھ اس نے بلند کیا تھا وہ سیاہ ہو گیا اور اس پر ورم آگیا اور دوسرے دن مر گیا۔

## ۸۔ عبد اللہ بن ابی یعفور

عبد اللہ بن ابی یعفور ثقہ اور بہت جلیل القدر اصحاب آئمہ اور صادقین علیہم السلام کے حواریوں میں شمار ہوتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام کے پسندیدہ افراد میں سے تھے اور حضرت علیہ السلام ان سے راضی تھے کیونکہ حضرت علیہ السلام کے مقام و اطاعت اور انتثال امر اور حضرت علیہ السلام کے قول کو قبول کرنے میں بہت ثابت قدم تھے جیسا کہ روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیہ السلام سے عرض کی: خدا کی قسم! اگر آپ علیہ السلام ایک انار کے دو ٹکڑے کر دیں اور فرمائیں کہ یہ آدھا حلال ہے اور آدھا حرام تو میں گواہی دوں گا کہ جسے آپ علیہ السلام نے حلال کہا ہے وہ حلال اور جسے آپ علیہ السلام نے حرام کہا ہے وہ حرام ہے۔ یہ سن کر حضرت علیہ السلام نے دو دفعہ فرمایا: خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔[1]

---

۱. رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص:۲۴۹.

اور روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا:

مَا أَحَدٌ أَدَّى إِلَيْنَا مَا افْتَرَضَ اللهُ عَلَيْهِ فِينَا إِلَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَعْفُورٍ.

میں نے کوئی ایسا شخص نہیں پایا جو میری وصیت قبول اور میرے امر اور حکم کی اطاعت کرے مگر عبد اللہ بن ابی یعفور۔[1]

اور یہ وہی شخص ہیں کہ جس نے اپنا دین حضرت صادق علیہ السلام کے سامنے پیش کیا اور یہ وہی ہے کہ جس کو آپ علیہ السلام نے سلام بھیجا اور اسے سچ بولنے اور امانت ادا کرنے کی وصیت کی ہے۔ بہر حال حضرت صادق علیہ السلام کے زمانہ میں طاعون کے سال وفات پائی اور اس کی وفات کے بعد حضرت صادق علیہ السلام نے مفضل بن عمر کو خط لکھا کہ جو سارا کا سارا تعریف اور عبد اللہ بن ابی یعفور کے پسندیدہ ہونے سے متعلق تھا۔ ایسے کلمات کے ساتھ جو اس کے اتنا جلیل الشان ہونے پر دلالت کرتے ہیں کہ جس سے عقل حیران ہے ان کلمات میں سے کچھ یہ ہیں:

قُبِضَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَى رُوحِهِ مَحْمُودَ الْأَثَرِ مَشْكُورَ السَّعْيِ مَغْفُوراً لَهُ مَرْحُوماً بِرِضَا اللهِ وَ رَسُولِهِ وَ إِمَامِهِ عَنْهُ، فَوِلَادَتِي مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ فِي عَصْرِنَا أَحَدٌ أَطْوَعَ لِلّٰهِ وَ لِرَسُولِهِ وَ لِإِمَامِهِ مِنْهُ، فَمَا زَالَ كَذَلِكَ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ إِلَيْهِ بِرَحْمَتِهِ وَ صَيَّرَهُ إِلَى جَنَّتِهِ.

ابن ابی یعفور کی روح قبض ہو چکی۔ اللہ کی رحمت اس کے شامل حال ہو جو کے قابل تعریف اثر ہیں۔ اس کی کوشش شکریہ کی مستحق ہے۔ اسے بخش دیا گیا اور اس پر رحم کیا گیا۔ وہ اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے امام علیہ السلام کی رضا کے ساتھ اس دنیا سے گیا ہے۔ مجھے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہونے کی قسم! ہمارے زمانہ میں اس سے زیادہ خدا، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام کی اطاعت کرنے والا کوئی نہیں

---

١. رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص:٢٣٩.

تھا۔ پس وہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ خداوند عالم نے اپنی رحمت سے اس کی روح اپنی طرف قبض کرلی اور اپنی جنت کی طرف اسے لے گیا۔[1]

## خاتمہ

مؤلف فرماتے ہیں کہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حالات کے ذیل میں یہ روایت نقل کروں اور اس باب کو اس روایت پر ختم کروں ۔ منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام کا ایک غلام تھا۔ جب حضرت علیہ السلام سوار ہوکر مسجد کی طرف جاتے تو وہ غلام آپ علیہ السلام کے ہمراہ ہوتا اور جب آپ علیہ السلام خچر سے پیادہ ہوکر مسجد میں داخل ہوتے تو وہ غلام اس خچر کی نگہبانی کرتا یہاں تک کہ حضرت علیہ السلام واپس لوٹتے۔ اتفاقاً ایک دن وہ غلام مسجد کے دروازے پر بیٹھا تھا اور خچر کی نگہبانی کر رہا تھا کہ اہل خراسان کے چند مسافر افراد میں سے ایک نے اس کی طرف رخ کرکے کہا: اے غلام! کیا تو چاہتا ہے کہ اپنے آقا حضرت صادق علیہ السلام سے خواہش کرے کہ وہ مجھے تیری جگہ پر قرار دیں اور میں ان کا غلام ہوکر تیری جگہ پر رہوں اور میں اپنا مال تجھے دے دوں اور میرے پاس ہر قسم کا بہت سامال ہے۔ تو جا اور وہ مال اپنے لئے وصول کرلے اور میں تیری جگہ پر یہاں رہ جاؤں؟ غلام نے کہا میں اپنے آقا سے یہ خواہش کرتا ہوں۔ پس وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی آپ علیہ السلام پر قربان جاؤں جس طویل عرصہ تک میں نے آپ علیہ السلام کی خدمت کی ہے وہ آپ علیہ السلام جانتے ہیں۔ تو اگر خدا کوئی خیر مجھ تک پہنچائے تو کیا آپ علیہ السلام اسے منع کریں گے؟ فرمایا: وہ چیزیں تجھے اپنی طرف سے دوں گا اور اپنے غیر سے منع کروں گا۔

---

١. رجال الكشي - إختيار معرفة الرجال، ص:٢٤٩.

پس غلام نے اس مرد خراسانی کا واقعہ حضرت علیہ السلام سے بیان کیا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو ہماری خدمت سے بے رغبت ہو گیا اور وہ شخص ہماری خدمت کی طرف راغب ہے تو ہم اسے قبول کرتے ہیں اور تجھے اس کی جگہ بھیج دیتے ہیں۔ جب غلام نے پشت پھیری تو حضرت علیہ السلام نے اسے بلایا اور فرمایا کہ تیری طویل خدمت کی وجہ سے جو تو نے ہماری کی ہے تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں پھر تو اپنے کام میں مختار ہے اور وہ نصیحت یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نورِ خدا کے ساتھ چمٹے ہوئے ہوں گے اور امیر المومنین علیہ السلام وابستہ ہوں گے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور آئمہ علیہم السلام وابستہ ہوں گے امیر المومنین علیہ السلام سے اور ہمارے شیعہ ہمارے ساتھ چمٹے ہوئے ہوں گے۔ پس وہ داخل ہوں گے اس جگہ کہ جس میں ہم داخل ہوں گے۔

غلام نے جب یہ سنا تو عرض کی کہ میں آپ علیہ السلام کی خدمت میں رہوں گا اور میں آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہوں اور یہ کہہ کر اس مرد کے پاس گیا۔ اس مرد خراسانی نے کہا اے غلام! تو حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت سے اس کیفیت میں نہیں آیا کہ جس کیفیت میں آپ علیہ السلام کی خدمت میں گیا تھا؟! غلام نے حضرت علیہ السلام کا کلام اس کے سامنے نقل کیا اور اسے حضرت علیہ السلام کی خدمت میں لے گیا۔ آپ علیہ السلام نے اس کی ولاء اور محبت کو قبول فرمایا اور حکم دیا کہ غلام کو ہزار اشرفیاں دی جائیں۔

یہ فقیر عباس قمی حضرت علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اے میرے آقا و مولا جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے خود کو آپ علیہ السلام کے دروازے پر دیکھا ہے اور اپنے گوشت و پوست کی پرورش آپ علیہ السلام کے نعمت کدہ سے کی ہے۔ رجاء واثق اور امید صادق ہے کہ آپ علیہ السلام اس آخری عمر میں میری نگہداری فرمائیں گے اور اپنے اس دروازے سے مجھے دور نہیں فرمائیں گے اور میں زبان ذلت و افتقار کے ساتھ ہمیشہ عرض گزار رہوں گا۔

# BEST FROZEN FOOD IN TOWN

PRINCE POPPY
KITCHEN & BBQ


M. ABBAS BHOJANI
92 311 3911 052

SHARAFAT HUSSAIN BHOJANI
92 300 3004 710

ABUL QASIM LAKHANI
92 324 3250 608

## CUSTOMIZED MENU FOR YOUR EVENTS

Yummilicios food coming directly from our cooking experts it will surely make you ask for more..

1. CHEESE BALL
2. PIZZA SAMOSA
3. ARABIAN PUFF
4. BBQ SAMOSA
5. CHICKY MIKI
6. MALAI SAMOSA

WE SERVE **HYGIENIC, FRESH YET DELICIOUS** VARIETIES OF FROZEN FOOD AT YOUR DOOR STEP

## WE MAKE YOUR EVENTS MEMORABLE WITH OUR UNIQUE FLAVOURS

FACEBOOK/PRINCECATERERS21

Ilham®
Swiss Collection
Non-Alcoholic Long Lasting Perfumes
6ml in just
Rs.150/-
Ilham®
Kanz Al Oud
Swiss Collection
Al Haram
Desire
Angel
Poison
Musk Tahara
Boss
Ghazal
Oud Al Kayenat
Adventure
Red Rose
Legend
Oud Al Shaikh
Sweet Oud
Oud Wood
# 4, K.R.1, Hassan Ali Building, Kutchery Road, Light House, Karachi - Pakistan
0092-301-1131550 00971-50-1164726 www.ilhamperfumes.com

HEMANI
fragrances
Introducing a Collection of
EVERLASTING FRAGRANCES
Alfonso
POUR HOMME
HEMANI
ZEAL
POUR HOMME
HEMANI
FRESHMAN
BOLD OUD
POUR HOMME
HEMANI
fragrances
SILVER WATERS
Ivy
USE DISCOUNT CODE TO AVAIL 10% OFF*
HEMANI10
info@hemanitrading.ae | www.hemaniherbals.com
SCAN ME